مذاہبِ اربعہ کا مختصر تعارف

پروفیسر سعید احمد

کامسٹ کالج، وحدت روڈ، لاہور

تاریخی پس منظر

مذاہب مذہب کی جمع ہے اور لغۃً مذہب چلنے کی جگہ یعنی راستے کو کہتے ہیں۔ فقہ کی اصطلاح میں مذہب، مسائل پر مشتمل احکام کا نام ہے جس طرح راستہ منزل تک پہنچاتا ہے اسی طرح یہ احکام آخرت میں سرخروئی کا سبب ہیں ۱۔

دوسری صدی ہجری کے آغاز سے لے کر چوتھی صدی ہجری کے نصف کا دور اجتہاد کا سنہری دور ہے۔ جس میں اُفق اجتہاد پر تیرہ مجتہد چمکے جن کے مذاہب مدون کیے گئے اور ان کے آراء کی تقلید کی گئی۔

امام سفیان ابن عیینہ (مکہ مکرمہ)، امام مالک ابن انس (مدینہ منورہ)، امام حسن بصری (بصرہ)، امام ابوحنیفہ (کوفہ) امام سفیان ثوری (کوفہ)، امام اوزاعی (شام) امام شافعیؒ امام لیث ابن سعد (مصر) امام اسحاق ابن راہویہ (نیشاپور)، امام ابوثور، امام احمد، امام داود ظاہری اور ابن جریر الطبری (بغداد) ۲

مذکورہ بالا مذاہب میں سے اکثر مذاہب اپنے پیروکاروں کے ختم ہونے سے باقی نہ رہے۔ باقی رہنے والے مذاہب میں چار مذاہب آج تک قائم اور مشہور ہیں:

۱- مذہب حنفی ۲- مذہب مالکی

۳- مذہب شافعی ۴- مذہب حنبلی

یہ مذاہب اپنے بانیوں کے نام سے مشہور ہوئے۔

(۱) مذہب حنفی

اس مسلک کے بانی حضرت امام ابوحنیفہؒ (۸۰ھ/ ۶۹۹ء - ۱۵۰ھ/ ۷۶۷ء) ۳ ہیں۔

امام ابوحنیفہ نعمان ابن ثابتؒ شروع میں کپڑے کی تجارت کرتے تھے، جس میں صدقِ معاملہ اور ملاوٹ سے نفرت کی وجہ سے آپ مشہور تھے بعد میں آپ نے قرآن وحدیث، کلام اور فقہ کے علوم کی تکمیل کی، چونکہ آپ کا میلانِ طبع فقہ کی طرف تھا۔ اس لیے اس کی تعلیم و تدریس میں مصروف ہو گئے۔ ۴

آپ ۱۲۰ ہجری میں حضرت عمرؓ کے حکم سے قائم ہونے والے مدرسۂ فقہ میں اپنے عظیم استاد حماد ابن ابی سلیمان کے جانشین مقرر ہوئے۔ حماد سے پہلے ابراہیم نخعی یہاں تعلیم فقہ کے فرائض سرانجام دیتے

رہے۔ جو علقمہ نخعی کے بعد معلم مقرر ہوئے تھے، علقمہ کو حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے شرفِ تلمذ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ جلیل القدر صحابی فطری طور پر قانون کی طرف گہرا میلان رکھتے تھے۔ قرآن وسنت سے قانونی نقطہ آفرینی اور استدلال کا انہیں خاص ملکہ حاصل تھا۔ ان کی اسی خصوصیت کی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں اہلِ کوفہ کی تعلیم وتربیت کے لیے وہاں بھیجا تھا۔ کوفہ کو ایک نو آباد شہر ہونے کے باوجود جن سینکڑوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مسکن ہونے کا شرف حاصل تھا اس میں اٹھاون ایسے صحابہ کرام بھی تھے جو جنگِ بدر میں رسول اللہ صلعم کے ساتھ شریک تھے۔[۵] ان مبارک حضرات کی برکت سے اس شہر کے کوچے کوچے میں قرآن وسنت اور اسلامی اخلاق وآداب کی تربیت گاہیں قائم ہوگئیں مگر جامع مسجد کوفہ اربابِ ذوق کا مرکز نگاہ تھی جہاں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے مدرسہ فقہ قائم کیا تھا۔

امام ابوحنیفہؒ

علم فقہ سے وابستگی کا یہ عالم تھا کہ آپ اپنی تمام تر ذہانت وفطانت، استعداد اور مہارت کے باوجود کامل اٹھارہ برس اپنے استاد حماد کے دامن فیض سے وابستہ رہے۔ خطیب بغدادی نے ''تاریخ بغداد'' میں آپ کا یہ قول نقل کیا ہے:

''فجعلت علی نفسی أن لاأفارق حماداًحتی یموت فصحبته ثمانی عشرة سنة''[۶]

(پس میں نے اپنے اوپر یہ لازم کر دیا کہ (اپنے استاد محترم) حماد سے ان کی زندگی میں جدا نہیں ہوں گا، چنانچہ میں اٹھارہ سال تک ان کی صحبت میں رہا)

آپ نے حماد کے علاوہ زید بن علی بن زین العابدین، امام جعفر صادق، عبداللہ بن حسن (ابومحمد نفس ذکیہ) سے بھی اکتسابِ فیض کیا۔ اسی طرح جب ہر سال آپ حج کے لیے حجاز تشریف لے جاتے تو وہاں کے علما اور فقہا سے افادہ واستفادہ کرنے کا موقع ملتا۔ مکہ مکرمہ میں آپ تقریباً چھ سال اقامت پذیر رہے۔ یہ ظاہر ہے اس دوران انہیں اہل حجاز کے علما، فقہا اور محدثین سے مذاکرہ ومباحثہ کرنے اور دبستانِ حجاز کی فقہ کے بارے کامل آگاہی ہوئی ہوگی۔ اسی طرح ذخیرہ حدیث سے فیض یاب ہونے کے مواقع بھی میسر آئے ہوں گے، اس سے ان لوگوں کے الزام کا جواب بھی مل جاتا ہے جو آپ پر ذخیرہ حدیث سے ناواقف ہونے کی تہمت لگاتے ہیں۔ ہاں امام ابوحنیفہ دوسرے ائمہ کی بہ نسبت حدیث کم روایت کرتے ہیں کیونکہ عراق میں فتنہ وضع حدیث کے شیوع کی وجہ سے آپ نے قبولِ حدیث کے لیے کڑی شرائط مقرر کی تھیں۔[۷۔الف] اور اس میں شک نہیں کہ حدیث کے عدمِ ثبوت وصحت کی وجہ سے قیاس کو استعمال میں لانا آپ پر مخالفتِ حدیث اور تقدیم القیاس علی الحدیث جیسے شبہ کا ہرگز موجب نہیں ہوسکتا۔

علامہ ابن خلدونؒ آپ کے حدیث کے بڑے مجتہد ہونے کی دلیل دیتے ہوئے رقم طراز ہیں:

آپ علم حدیث کے بہت بڑے مجتہد تھے جس کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ لوگ آپ کے مذہب پر بھروسہ کرتے ہیں اور کسی بات کو ماننے اور نہ ماننے کے اعتبار سے آپ کی رائے کا احترام کرتے ہیں۔ اس کے برعکس دوسرے محدثین کرام نے تحمل حدیث کی شرطیں ہلکی کردیں۔ اس لئے انہیں بہت سی حدیثوں کی روایت کا موقع مل گیا۔ ۸

امام ابو یوسفؒ (محدثین جن کو فقہ وحدیث کا جامع قرار دیتے ہیں) فرماتے ہیں:

"ماخالفت أباحنیفة فی شیٔ قط فتدبرته الامذهبه الذی ذهب الیه أنجیٰ فی الآخرة وکنت ربما ملت الی الحدیث وکان هو أبصر بالحدیث الصحیح منی،، ۹

(میں نے جب کبھی کسی معاملے میں امام ابوحنیفہؒ سے اختلاف کیا تو تدبر کے بعد معلوم ہوا کہ جس رائے کو آپ نے اختیار کیا ہے وہ آخرت میں زیادہ نجات کا باعث ہے اور اکثر اوقات میں حدیث کی طرف مائل ہوتا تو معلوم ہوتا کہ آپ مجھ سے بڑھ کر حدیث صحیح کو جاننے والے ہیں)

یحییٰ بن معین سے سوال کیا گیا "کیا امام ابوحنیفہ حدیث میں ثقہ تھے،،؟ انہوں نے فرمایا:

"نعم ثقة "ثقة وكان والله اورع ان یکذب واجل من ذالک" ۱۰

(ہاں وہ ثقہ تھے وہ ثقہ تھے اور اللہ کی قسم آپ کذب سے اجتناب کرنے میں سب سے زیادہ صاحب ورع تھے)

یوسف صغار کہتے ہیں کہ میں نے وکیع کو کہتے ہوئے سنا:

"لقدوجد الورع عن أبی حنیفة فی الحدیث مالم یوجد عن غیره" ۱۱

(حدیث کے معاملہ میں جو ورع وتقویٰ امام ابوحنیفہؒ میں پایا جاتا ہے وہ کسی اور میں نہیں پایا جاتا)

الغرض دیگر اساتذہ کے ساتھ امام حماد کے ساتھ طویل صحبت نے آپ کی استعداد کو اور زیادہ نکھار بخشا اور آپ نے اس علم میں وہ مہارت حاصل کرلی کہ امام اعظم آپ کا لقب مشہور ہوگیا اور اس فن کے بڑے بڑے اکابر نے آپ کو خراج تحسین پیش کیا۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں:

"الناس عیال علی ابی حنیفه فی الفقه،، ۹

(لوگ فقہ میں امام ابوحنیفہؒ کے محتاج ہیں)

یحی بن ابی طالب کہتے ہیں کہ میں نے علی بن عاصم کو فرماتے ہوئے سنا ہے:

"لووزن علم ابی حنیفة بعلم اهل زمانه لرجع علیهم،، (۱۳)

(اگر دنیا کے لوگوں کے علم کا ابو حنیفہؒ کے علم کے مقابلہ میں وزن کیا جائے تو آپ کا علم سارے زمانے کے علم پر بھاری ہوگا)

محمد بن مقاتل کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن مبارک کو اس سوال:

''متی یسع الرجل ان یفتی اویلی القضاء او الحکم،،

(کسی آدمی میں فتوی دینے، عہدۂ قضا قبول کرنے یا حکم بننے کی صلاحیت کب پیدا ہوتی ہے؟)

کے جواب میں فرماتے ہیں:

''اذا کان عالماًبالحدیث، بصیر اًبالرای عالماًابی حنیفةحافظاً له،،۱۴

(جب وہ حدیث کا عالم، رائے سے آگاہ اور ابو حنیفہؒ کے اقوال کو جاننے والا اور ان کا حافظ ہو)

سفیان بن عینہ فرماتے ہیں:

''من ارادالمغازی فالمدینة،ومن ارادالمناسک فمکةومن اراد الفقه فالکوفةویلزم اصحاب ابی حنیفة،،۱۵

(جو آدمی مغازی کے بارے میں آگاہ ہونا چاہے تو اسے مدینہ منورہ جانا چاہیے، جو مناسک کے بارے میں جاننا چاہتا ہو اسے مکہ مکرمہ کی طرف عازم سفر ہونا چاہیے اور جو علم فقہ کے حصول کا متمنی ہو اسے کوفہ کا رخ کرنا چاہیے اور اصحاب ابی حنیفہ کی صحبت اختیار کرنی چاہیے)

حرملہ بن یحیٰ کہتے ہیں کہ میں نے امام شافعیؒ کو فرماتے ہوئے سنا:

''من لم ینظرفی کتب ابی حنیفةلم یتجر فی الفقه،،۱۶

(جو شخص مذہب ابی حنیفہ کی کتب پر نظر نہیں رکھتا وہ فقہ میں تبحر حاصل نہیں کرسکتا)

امام ابو حنیفہؒ اور مجلس تدوین فقہ

رفتہ رفتہ اہل علم و فضل صحابہ و تابعین، جن کی وجہ سے وارثانِ میراثِ نبوت کے وصال کر جانے کے بعد آنے والی نسلیں کہیں اپنی غفلت اور عدمِ توجہی کے باعث اس عظیم نعمت سے محروم نہ جائیں۔ آپ کے استاذِ محترم امام حماد بن ابی سلیمان کی وفات سے اس احساس میں شدت آئی۔ مسندِ استاذ پر متمکن ہوتے ہی انہوں نے یہ طے کیا کہ وہ اس عظیم میراث کے تحفظ اور اسے آئندہ نسلوں تک منتقل کرنے کا حسبِ استعداد اہتمام کریں گے۔۱۷

یہی وجہ ہے کہ فقہ کی باقاعدہ تشکیل و تدوین میں امام ابو حنیفہ کو اولیت حاصل ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے انہوں نے اپنے تلامذہ کی ایک مشاورتی جماعت بنائی جن کی اصابتِ رائے اور علم

پر آپ کو اعتماد تھا۔ اس مجلس تدوین فقہ میں طریق کار یہ تھا کہ امام ابوحنیفہؒ اپنے تلامذہ کے سامنے ایک مسئلہ رکھتے اور اس کے بارے میں ایک ایک شاگرد کی رائے لیتے جب وہ ایک رائے پر متفق ہو جاتے تو اسے قلم بند کر لیا جاتا۔ اگر کچھ شاگرد اختلافِ رائے کا اظہار کرتے تو اُسے بھی مدون کر لیا جاتا۔ ۱۸

گویا مذہب ابی حنیفہ آغاز سے ہی شورائیت کے اسلامی اصول کے مطابق مدون کیا گیا، بخلاف دوسرے مذاہب فقہ کے، کیونکہ دوسرے ائمہ مذاہب مثلاً امام مالک، مسائل و احکام املا کرا دیتے تھے، بحث و مباحثہ اور مکالمہ و مناقشہ کا طریقہ اُن کے ہاں رائج نہ تھا۔ ۱۹

اس طرح امام ابوحنیفہؒ نے اجتماعی مشورے اور بحث و مکالمے کا طریقہ رائج کیا، محض ذاتی رائے کے طریقے میں انہیں قباحتیں نظر آئیں۔ ۲۰

امام ابوحنیفہ نے فقہ کو سب سے پہلے ابواب کی صورت میں مدون کیا، پھر ان کے بعد امام مالک نے یہ طریقہ اختیار کیا۔ ان سے قبل صحابہ کرام اور تابعین اپنے حافظہ پر اعتماد کرتے تھے۔ امام ابوحنیفہؒ نے جب علم کو منتشر ہوتے دیکھا تو آپ کو اس کے ضائع ہونے کا خوف ہوا لہٰذا آپ نے ابواب کی صورت میں اسے ترتیب دیا، آغاز کتاب الطہارت سے کیا پھر ''الصلوٰۃ'' پھر جملہ عبادات، پھر معاملات، جب کہ اختتام ''مواریث'' پر کیا کیونکہ انسانی زندگی کے اختتام پر ان کی ضرورت پڑتی ہے۔ ''کتاب الفرائض'' اور ''کتاب الشروط'' سب سے پہلے آپ نے وضع کیں۔ ۲۰ الف

امام ابوحنیفہؒ نے تدوین فقہ کے جس مبارک کام کا آغاز ۱۲۰ھ میں کیا تھا یہ سلسلہ ۱۵۰ھ میں ان کی وفات تک جاری رہا۔ ظاہر ہے اس دوران میں پوری اسلامی سلطنت کے مختلف گوشوں سے اصحابِ شوق، تعلیم فقہ کے حصول کے لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے ہوں گے۔ جو اپنے حالات کے مطابق حصولِ علم کے بعد اپنے اپنے علاقوں میں جا بسے ہوں گے، لیکن ان سینکڑوں تلامذہ میں کچھ ایسے بھی تھے جو آپ کی وفات تک آپ کے حلقۂ درس میں رہے۔ ان میں سے کچھ خاص تلامذہ ایسے تھے جو دیگر علوم و فنون میں مہارت حاصل کرنے کے بعد آپ کی مجلس میں حاضر ہوئے اور پھر یہیں کے ہو کر رہ گئے یہ مجلس فقہ ایسے ہی اہل علم و فضل تلامذہ پر مشتمل تھی۔ ۲۱

مناقب و تراجم کی کتب میں ان کی پہچان ''لزمۃ''، ''صحبہ'' اور ''لازمہ'' کے کلمات سے کرائی گئی ہے، تاہم ان کی تعداد تدوین فقہ کے ان تیس برسوں میں گھٹتی بڑھتی رہی۔ یہی وجہ ہے کہ ارکانِ مجلس کی تعداد کے بارے میں امام ابوحنیفہ کے سوانح نگاروں کے اقوال میں اختلاف نظر آتا ہے۔ ۲۲

شبلی نعمانی نے ابوالمحاسن شافعی کے حوالے سے لکھا ہے کہ انہوں نے نوسو اٹھارہ (۹۱۸) شخصوں (تلامذہ) کے نام بقید نام و نسب لکھے ہیں۔ ۲۳

امام سیف الائمہ سائلی کے ایک بیان کے مطابق ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ نے امام ابوحنیفہؒ کے تلامذہ کی

تعداد ایک ہزار بتائی ہے۔۲۴

امام ابوزہرہ لکھتے ہیں:

"لقد كان لأبي حنيفة تلاميذ كثيرون، منهم من كان يرحل اليه ويستمع أمداً ثم يعود الیٰ بلده بعد أن يأخذ طريقته و منهاجه و منهم من لازمة" ۲۵

امام ابوحنیفہؒ کے بہت شاگرد تھے ان میں سے کچھ وہ تھے جو آپ کے پاس آ کر کچھ عرصہ گزارتے، آپ کا طریقہ و منہاج سیکھتے اور اپنے انے شہر کی طرف عازم سفر ہوتے اور ان میں سے کچھ نے آپ کی مستقل صحبت اختیار کر لی تھی۔

ان بحثوں میں تقریباً پانچ لاکھ فیصلے ہوئے جن میں پیش آمدہ صورتوں کے علاوہ امکانی صورتیں بھی مدنظر تھیں، جسے فقہ تقدیری سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اس طرح مسائل کی بہت سی انواع سے متعلق فیصلے مرتب ہو گئے۔۲۶

اس میں شک نہیں کہ تاریخ اسلام میں امام ابوحنیفہؒ ہی وہ اولین شخصیت ہیں جنہوں نے احکامِ شریعت کو مستنبط کرنے کے بعد انہیں باب وار مدون کیا لیکن ہماری نظر میں اس سے بڑھ کر اُن کا کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے اپنے تلامذہ کی ایسی پرشکوہ جماعت تیار کی جس نے ان کے بعد تدوین فقہ کے کام کو مزید وسعت دی اور اس میں نکھار پیدا کیا ان کے یہ ارکان مختلف علوم وفنون کے امام بنے جن سے امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبل اور امام بخاری کے مشہور استاد علی بن المدینی ایسی جلیل القدر ہستیوں نے حدیث وفقہ کا اکتساب کیا۔۲۷

مذہب حنفی کی تدوین وترویج میں اُن کے تلامذہ کا کردار

امام ابوحنیفہؒ نے چند مختصر رسائل (مثلاً الفقه الاكبر، العالم والمتعلم، الرد على القدرية)، جو علم کلام یا مواعظ پر مشتمل ہیں، کے علاوہ کوئی کتاب تصنیف نہ فرمائی۔۲۸

آپ کے اقوال آپ کے تلامذہ (مثلاً امام ابویوسف وامام محمدؒ) کے ذریعے ہم تک پہنچے اور یہی وہ شخصیات ہیں جنہوں نے مذہب حنفی کی تدوین واشاعت میں بھرپور کردار ادا کیا۔ یہ حضرات محض مقلد نہ تھے بلکہ درجہ اجتہاد پر متمکن تھے۔ امام ابوحنیفہؒ کی زندگی میں بعض مسائل میں ان سے اختلاف بھی کرتے اور وہ آرا آج بھی محفوظ ہیں لیکن ان کی اور امام ابوحنیفہؒ کی آرا مؤسس مذہب حنفی کے نام کے حوالے سے مذہب حنفی کی طرف منسوب ہیں۔۲۹

آپ کے چند مشہور تلامذہ کا مختصر تعارف درج ذیل ہے:

۱۔ ابویوسف یعقوب بن ابراہیم الکوفی (۱۱۳ھ-۱۸۲ھ)

آپ جوان ہوتے ہی روایت حدیث میں مشغول ہو گئے، ہشام بن عروہ، ابو اسحاق

الشیبانی، عطاء بن سائب اور اُن کے طبقہ کے افراد سے احادیث روایت کیں۔ پھر شروع میں ابن ابی لیلیٰ سے علم فقہ حاصل کیا لیکن کچھ عرصہ بعد امام ابوحنیفہؒ کے حلقۂ درس سے وابستہ ہو گئے اور یہیں کے ہو کر رہ گئے اور اُن کے اکابر تلامذہ میں شمار ہوئے خود امام ابویوسف کہتے ہیں:

''صحبت أباحنيفة سبع عشرة سنة لاأفارقه في فطر ولا أضحىٰ إلّامن مرض،،۳۰

(میں سترہ سال امام ابوحنیفہ کی صحبت میں رہا اور سوائے بیماری کے کسی موقع پر اُن سے جدا نہ ہوا)

امام ابویوسف ہی نے سب سے پہلے مذہب حنفی پر کتب تصنیف کیں، مسائل املا کروائے اور فقہ حنفی کو زمین کے مختلف گوشوں تک پھیلا دیا۔

کثیر محدثین نے آپ کی تعریف کی ہے (حالانکہ وہ بہت کم کسی اہل رائے کے بارے میں تعریفی کلمات کہتے ہیں)۔ یحییٰ بن معین فرماتے ہیں:

''ليس في أصحاب أكثر حديثاً ولا أثبت من أبي يوسف''۳۱

(امام ابویوسف سے بڑھ کر احادیث کو جاننے والا اور ان سے زیادہ ثقہ راوی کوئی نہیں)

یحییٰ بن معین آپ کو ''صاحب حدیث'' اور ''صاحب سنۃ'' کے القاب سے ملقب کرتے ہیں۔۳۲

امام ابویوسف، امام احمد بن حنبل کے اولین شیخ ہیں۔۳۳

آپ کے ممتاز تلامذہ میں امام محمد بن حسن شیبانی، یحییٰ بن معین، علی بن مسلم طوسی اور حسن بن شبیب شامل ہیں نیز آپ تاریخ اسلام کے پہلے قاضی القضاۃ تھے۔ یہ لقب آپ سے پہلے اسلام میں متعارف نہ تھا۔۳۴

امام ابوزہرہؒ کے مطابق انہوں نے یحییٰ بن خالد کی فرمائش پر چالیس گراں قدر کتب تصنیف کیں، جب کہ ہارون الرشید کے خط کے جواب میں انہوں نے مشہور زمانہ کتاب ''کتاب الخراج'' تصنیف کی۔۳۵

امام ابویوسف نے اپنی وقیع کتب اور عدالتی فرائض کی انجام دہی کے دوران مختلف پیش آمدہ مسائل میں اپنے اجتہادات کے ذریعہ فقہ حنفی کو حیاتِ جاوداں عطا کی نیز انہوں نے مجتہد مطلق کے درجہ پر ہوتے ہوئے بھی اپنے استاد امام ابوحنیفہ کی طرف نسبت ہی کو اپنے لیے اعزاز سمجھا۔

۲-امام محمد بن حسن شیبانی (۱۳۲ھ-۱۸۹ھ)

مذہب حنفی کی تدوین میں زیادہ حصہ امام محمد بن حسن شیبانی کا ہے، امام ابوحنیفہ کی وفات کے وقت ان کی عمر اٹھارہ برس تھی اس لیے آپ کو امام صاحب سے اکتسابِ فیض کا کم موقع ملا انہوں نے تکمیلِ فقہ امام ابویوسف (جو اُن کے معمر رفیق مجلس تھے) سے کی۔۳۶

امام ابوحنیفہؒ اور امام ابویوسف سے اکتسابِ فیض کرنے کے بعد انہیں امام مالک بن انس سے حدیث و فقہ پڑھنے کا موقع ملا، وہ تین سال اُن کی خدمت میں رہے امام مالک سے ان کی ''موطا'' نہ صرف پڑھی بلکہ

اسے مدون بھی کیا اور ان کا تیار کردہ نسخہ "موطا" کا "اصح النسخ" شمار ہوتا ہے۔۳۷ انہوں نے امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف سے براہ راست فقہ حنفی روایت کیا اور اس روایت میں اہل مدینہ اور اہل کوفہ کے درمیان توافق پیدا کیا۔ امام ابو یوسف کی کتب کے برعکس امام محمد کی کتب ہم تک صحیح و سالم حالت میں پہنچی ہیں جن کی طرف علمائے احناف نے بھرپور توجہ کی ان کی شروحات تحریر کیں، ان پر تعلیقات چڑھائیں اور انہیں مختصر کیا۔ یہ کتب "عمدۃ المذہب الحنفی" اور "مرجع فقہا" قرار پائیں۔ بلحاظ روایت ان کی دو قسمیں ہیں۔

(ا) وہ کتب، جنہیں امام محمد سے ثقہ راویوں نے نقل کیا انہیں "کتب ظاہر الروایۃ" یا "مسائل الاصول" کہا جاتا ہے، یہ مندرجہ ذیل ہیں:

۱- المبسوط، ۲- الزیادات، ۳- الجامع الکبیر، ۴- الجامع الصغیر، ۵- السیر الکبیر، ۶- السیر الصغیر۔۳۸ علامہ ابن عابدین شامی نے ردّ المختار میں کتب ظاہر الروایۃ کو یوں نظم کیا ہے:

کتب ظاہر الروایة أتتْ ستّاً لکلّ ثابتٍ عنهم حوَتْ
صنّفها محمّد الشیبانی حرر فیها المذهب النّعمانی
الجامع الصغیر و الکبیر والسِّیَرُ الکبیر و الصّغیر
ثُمَّ الزّیادات مع المبسوط تواترتْ بالسّند المضبوط ۳۹

۷- کتاب الآثار، "کتاب الآثار" کو بھی مذکورہ کتب میں شامل کیا جاتا ہے اس میں احادیث اور فتاوی صحابہ جمع کر دیے گئے ہیں جنہیں احناف بطور دلیل استعمال کرتے ہیں۔۴۰ ۸- کتاب الرد علی اہل المدینۃ، یہ کتاب بھی ثقاہت میں مذکورہ کتب کے ہم پلہ ہے اسے امام شافعیؒ نے اپنی کتاب "الام" میں نقل کیا ہے۔

دوسری قسم میں وہ کتب شامل ہیں جو درجہ ثقاہت، شہرت اور قبول عام میں پہلی قسم کی کتب کے برابر نہیں۔ انہیں "کتب النوادر"، "مسائل النوادر" یا "کتب غیر ظاہر الروایۃ" کہا جاتا ہے۔ یہ کتب مندرجہ ذیل ہیں:

۱- الکیسانیات، ۲- الھارونیات، ۳- الجرجانیات، ۴- الرقیات اور ۵- زیادۃ الزادیات۔۴۱، امام ابن عابدین شامی نے ان کا بصورتِ نظم یوں تعارف کرایا ہے۔ کذالہ مسائل النوادر باسناد دھافی الکتب غیر ظاہر و بعدھا مسائل النوازل۔۴۲

۳- امام زفر بن ہذیل بن قیس الکوفی (۱۱۰ھ-۱۵۷ھ)

شروع میں آپ اہل حدیث کے طبقہ سے وابستہ ہوئے۔۴۲ الف بعد میں امام ابوحنیفہؒ کے حلقہ درس میں آ گئے، امام ابوحنیفہؒ استخراج احکام کے دوران آپ کی آرا کو بڑی اہمیت دیتے۔ ایک موقع پر آپ نے ان کے بارے میں فرمایا "ھو أقیس أصحابی"۔۴۳ (وہ میرے اصحاب میں قیاس میں

سب سے زیادہ ماہر ہیں) آپ مجتہدِ مطلق کے درجہ پر تھے۔۴۴؎ اصحاب ابی حنیفہ میں امام ابو یوسف کو ''أتبعهم للحديث'' (تلامذہ امام میں سب سے زیادہ حدیث کی پیروی کرنے والے) امام محمد کو ''اكثرهم تفريعاً'' (تلامذہ امام میں سب سے زیادہ تفریع مسائل کرنے والے) اور امام زفر کو ''أقيسهم'' (تلامذہ امام میں سب سے زیادہ قیاس کے ماہر) کہا جاتا تھا۔ آپ تلامذۂ امام میں سب سے پہلے فوت ہوئے۔۴۵؎

امام ابوحنیفہؒ کے مزید چند مشہور تلامذہ (جو مجلس فقہ کے رکن تھے) کے اسما مندرجہ ذیل ہیں۔

۱- حسن بن زیاد لؤلؤی (م ۲۰۴ھ)۔۴۶؎
۲- عافیہ بن یزید الکوفی (م ۱۰۸ھ)۴۸؎
۳- وکیع بن الجراح (۱۲۹ھ-۱۹۹ھ)۴۸؎
۴- یحییٰ بن سعید القطان (۱۲۰ھ-۱۹۸ھ)۴۹؎
۵- عبداللہ بن مبارک (۱۱۸ھ-۱۸۱ھ)۵۰؎
۶- عبدالرزاق بن الہمام (۱۲۶ھ-۲۱۱ھ)۵۱؎
۷- مسعر بن کدام (م ۱۵۵ھ)۵۲؎
۸- فضیل بن عیاض بن مسعود التمیمی (م ۱۸۷ھ)۵۳؎
۹- بشر بن غیاث المریسی (م ۲۲۸ھ)۵۴؎
۱۰- فضل بن موسیٰ (۱۱۵ھ-۱۹۱ھ)۵۵؎

۲-مذہب مالکی

سرزمینِ حجاز نزولِ وحی کا مقام اور اہل سنت کا گہوارہ تھی، وہاں ایک خاص نوعیت کے مدرسہ کی بنیاد پڑی جو مدرسۂ حجاز یا مدرسۂ اہل مدینہ کے نام سے معروف ہوا۔ اس کی بنیاد حضرت عمر بن الخطاب، آپ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ، حضرت زید بن ثابت، حضرت عبداللہ بن عباس اور اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے زمانہ میں رکھی گئی تھی۔ پھر ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد مندرجہ ذیل فقہا ان کے جانشین ہوئے:

سعید بن مسیّب، عروہ بن زبیر، قاسم بن محمد، ابوبکر بن عبدالرحمٰن، سلیمان بن یسار، خارجہ بن زید اور عبیداللہ بن عبداللہ رحمہم اللہ اجمعین

اس طبقہ کے بعد دارالہجرۃ مدینہ منورہ اہل حدیث کی مرکزی درسگاہ بن گیا۔۵۶؎ اور ۹۳ھ میں امام مالک بن انس اصبحی عربی (۱۷۹ھ/۷۹۵ء) مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔۵۷؎ آپ نے فقہ وسنت کا علم کثیر مشائخ سے حاصل کیا چند مشہور اساتذہ کے اسما مندرجہ ذیل ہیں:

۱- عبدالرحمٰن بن ہرمز: آپ نے ایک طویل مدت تک ان کی صحبت اختیار کی اور استفادہ کیا۔
۲- نافع مولیٰ بن عمر: ان سے آپ نے علم حدیث حاصل کیا۔
۳- محمد بن مسلم شہاب الزہری: ان سے آپ نے حدیث اور ''فقہ الاثر'' کا علم حاصل کیا۔
۴- یحییٰ بن سعید: ان سے آپ نے ''فقہ الرائی'' اور ''علم الروایۃ'' حاصل کیا۔

۵- ربیعۃ بن عبدالرحمٰن: ان سے آپ نے ''فقہ الرائی'' کے سلسلہ میں استفادہ کیا۔ ربیعہ بن عبدالرحمٰن، ''ربیعہ الرائی'' کے نام سے معروف ہوئے۔آپ ان اساتذہ میں سے ابن شہاب زہری اور ربیعۃ بن عبدالرحمٰن المعروف ''بربیعۃ الرائی'' سے زیادہ متاثر ہوئے۔ ۵۸ جب آپ کی تحصیل علم مکمل ہوئی اور ''فقه المدینة'' کو مکمل طور پر حاصل کرلیا اور آپ کے مشائخ نے حدیث وفقہ کے معاملہ میں آپ کی ثقاہت اور اصابت رائے کی گواہی دی تو روایت وفتویٰ کا آغاز کیا۔آپ فرماتے ہیں:

"ما جلست حتی شهد لی سبعون شیخامن أهل العلم أنی موضع لذلک" ۵۹

میں ستر مشائخ اہلِ علم کی گواہی کے بعد کہ میں افتاوروایت کا اہل ہوں- (افتاوروایت کیلئے بیٹھا)

امام ابوحنیفہؒ سے آپ کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا:

''مارایت اعلم بسنة رسول اللهﷺ منه،، ۶۰

(میں نے امام مالکؒ سے زیادہ رسول اللہﷺ کی سنت کو جاننے والا نہیں دیکھا)

امام شافعیؒ فرماتے ہیں:

(i) ''واذکر العماء فمالک النجم الثاقب،، ۶۱

(جب علماء کا ذکر ہو تو امام مالک (ان میں) درخشاں ستارہ ہیں)

(ii) ''مالک حجة الله تعالی علی خلقه بعدالتابعین،، (۶۲) (تابعین کے بعد امام مالک ''حجۃ اللہ علی الخلق،، ہیں)

(iii) ''مالک استاذی وعنه اخذت العلم وهوالحجة بینی وبین الله تعالی وماا حدامن علی من مالک اذاذکر الحدیث فمالک النجم،، ۶۳

(امام مالک میرے استاد ہیں-انہی سے میں نے علم حاصل کیا، وہ میرے اور اللہ تعالی کے درمیان حجت ہیں-امام مالک سے بڑھ کر میرا کوئی محسن نہیں ہے- جب حدیث کا بیان ہو تو امام مالک (علم حدیث) ایک درخشاں ستارہ ہیں)

(iv) ''مالک امیر المؤمنین فی الحدیث،،

(امام مالک امیر المؤمنین فی الحدیث ہیں)

عبدالملک المیمونی الرقی کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبلؒ کو کئی مرتبہ فرماتے ہوئے سنا:

''کان مالک اثبت الناس فی الحدیث ولاتبال ولاتسال عن رجل روی عنه،، ۶۴

(امام مالک حدیث کے روایت کرنے میں سب سے زیادہ مضبوط تھے- جب کوئی شخص امام مالک سے روایت کرے تو اس کی روایت حدیث کے بارے میں فکرمند نہ

ہو اور نہ اس سے سوال کر (کیونکہ امام مالک کا نام ہی روایت حدیث کیلئے کافی ہے)

امام مالکؒ کے تلامذہ

امام مالکؒ نے ساری زندگی مدینہ طیبہ میں گزار دی اور ایک مرتبہ ادائیگی حج کے علاوہ کہیں نہ گئے۔ خلیفۂ وقت، ہارون الرشید نے آپ کو بغداد آنے کا کہا تو آپ نے جوارِ رسول ﷺ میں ایامِ زیست گزارنے کو ترجیح دی اور بغداد جانے سے انکار کر دیا۔٦٥ کیونکہ آپ نے ساری زندگی مدینہ طیبہ میں بسر کی اور حدیث وفقہ میں اسلاف کے بعد اپنے دور میں طریقہ حجازیہ کی سند۔٦٦ بھیتھے اس لیے مختلف ممالک اسلامیہ مثلاً مصر، شام، عراق، شمالی افریقہ اور اندلس وغیرہ سے تشنگانِ علم کھنچے چلے آئے جہاں وہ حدیث وفقہ کے چشمۂ صافی سے سیراب ہوتے وہاں انہیں رسول اللہ ﷺ کے جوار میں رہنے کی سعادت بھی حاصل ہوتی اس طرح امام مالک کے تلامذہ کثیر ہو گئے اور انہوں نے واپس جا کر اپنے اپنے علاقوں میں فقہ مالکی کی ترویج واشاعت میں بھرپور کردار ادا کیا۔

آپ کے مصر کے مشہور تلامذہ مندرجہ ذیل ہیں:

۱- ابوعبداللہ، عبدالرحمٰن بن القاسم (م ۱۹۱ھ)

آپ بیس سال تک امام مالک سے اخذ واستفادہ کرتے رہے، آپ مجتہد مطلق تھے، یحییٰ بن یحییٰ کے بقول امام مالک کے علم کو سب سے زیادہ جاننے والے اور اس کے سب سے زیادہ امین تھے۔ انہوں نے ہی ''مدونہ'' پر نظر ثانی اور اس کی تصحیح کی اور سحنون مغربی، جس نے ''مدونہ'' کو فقہی ابواب کے مطابق ترتیب دیا، نے بھی آپ سے علم حاصل کیا۔٦٧

آپ بھی بیس سال تک امام مالک کی صحبت میں رہے، فقہ مالکی کو مصر میں آپ نے متعارف کرایا، فقہ مالکی کی تدوین میں آپ کا اہم کردار ہے، انہیں ''دیوان العلم'' کہا جاتا تھا امام مالک جب ان کی طرف خط لکھتے تو انہیں ''فقیہ مصر'' اور ''ابومحمد المفتی'' کے القابات سے خطاب کرتے۔٦٨

۳- اشہب بن عبدالعزیز القیسی: (۱۴۰ھ-۲۰۴ھ)

آپ نے بھی ایک ''مدونہ'' ترتیب دی جو مدونہ اشہب کے نام سے موسوم ہے اور یہ ''مدونہ سحنون'' کے علاوہ ہے۔٦٩

۴- ابومحمد، عبداللہ بن الحکم (م ۲۱۴ھ)٧٠

۵- اصبغ بن الفرج الاموی (م ۲۲۵ھ)٧١

٦- محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم (م ۲٦٨ھ)٧٢

۷- محمد بن ابراہیم الاسکندری بن زیاد المعروف بابن المواز (م ۲۶۹ھ) ۳ے

مغرب سے تعلق رکھنے والے امام مالک کے مشہور تلامذہ کے اسما مندرجہ ذیل ہیں:

۱- ابوالحسن علی بن زیاد التونسی (م ۱۸۳ھ) ۴ے

۲- ابوعبداللہ، زیاد بن عبدالرحمٰن القرطبی (م ۱۹۳ھ)

آپ نے سب سے پہلے ''مؤطا'' امام مالک کو اندلس میں متعارف کرایا۔ ۵ے

۳- عیسیٰ بن دینار القرطبی الاندلسی (م ۲۱۲ھ) ۶ے

۴- اسد بن الفرات بن سنان التونسی (۱۴۵ھ-۲۱۳ھ) آپ نے ''مؤطا'' امام مالک سے سنی، امام ابو یوسف اور امام محمد بن حسن الشیبانی سے بھی اخذ و استفادہ کیا اور ''فقہ المدینۃ'' اور ''فقہ العراق'' کو جمع کر دیا آپ نے ''اسدیۃ'' کے نام سے ایک کتاب مرتب کی۔ (جو ''مدونہ سحنون'' کی بنیاد ہے)۔ ۷ے

۵- یحییٰ بن یحییٰ بن کثیر اللیثی (م ۲۳۴ھ)

مذہب مالکی کو اندلس میں پھیلانے کا سہرا آپ کے سر ہے۔ ۸ے

۶- عبدالملک بن حبیب بن سلیمان السلمی (م ۲۳۸ھ) ۹ے

۷- سحنون، عبدالسلام بن سعید التنوخی (م ۲۴۰ھ)

آپ نے ہی وہ ''مدونہ'' ترتیب دی جس پر مالکیہ اعتماد کرتے ہیں۔ ۸۰

حجاز اور عراق میں فقہ مالکی کو پھیلانے والے مشہور تلامذہ مندرجہ ذیل ہیں:

۱- ابومروان، عبدالملک بن ابی سلمۃ الماجشون (م ۲۱۲ھ)

۲- احمد بن المعدل بن غیلان العبدی۔

۳- ابواسحاق، اسماعیل بن اسحاق، القاضی (م ۲۸۲ھ) ۸۱

امام محمد بن حسن الشیبانی اور امام شافعیؒ بھی آپ کے تلامذہ میں سے ہیں۔ ۸۲

فقہ مالکی کی تدوین

اسلام کے ابتدائی دور میں صرف قرآن کریم کی کتابت کے علاوہ کسی چیز کو نہ لکھا جاتا تھا۔ بعد میں رسول اللہ ﷺ نے کتابتِ حدیث کی اجازت دے دی۔ چنانچہ چند غیر مرتب مجموعہ ہائے حدیث و فتاویٰ لکھ لیے گئے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ علما و فقہا کو تدوین سنت اور تدوین فقہ و فتاویٰ کی ضرورت محسوس ہوئی چنانچہ فقہائے حجاز حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت عائشہؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور بعد میں آنے والے تابعین کے فتاویٰ اور فقہائے عراق حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت علی

المرتضیٰؓ، قاضی شریح ودیگر تابعین کے فتاویٰ اور فیصلوں کو جمع کرنے اور انہیں اپنا مبنیٰ قرار دینے لگے لیکن یہ مجموعے بھی منظم ومرتب کتابی صورت میں نہ تھے۔ یہ صرف بوقتِ ضرورت بطورِ مآخذ پیشِ نظر رکھے جاتے تھے۔ سب سے پہلے باقاعدہ ابواب کی صورت میں تدوین وتالیف کی سعادت امام مالک کو نصیب ہوئی۔۸۳ مذہب مالکی کی تدوین کے ضمن میں تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

۱- وہ کتب جنہیں امام مالک نے خود تصنیف کیا۔ ان میں دیگر کتب کے علاوہ سب سے اہم فقہ و حدیث کی جامع کتاب ''موَطا'' ہے۔ یہی وہ تالیف ہے جو تاریخ اسلام میں سب سے پہلے ابواب کی صورت میں مدون کی گئی۔۸۴

۲- آپ کے وہ تلامذہ، جنہوں نے نہ صرف مذہب مالکی کی ترویج میں اہم کردار ادا کیا بلکہ ان میں سے کچھ تلامذہ نے آپ کی آراء واقوال کو ''مدونہ'' میں جمع کیا۔ تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

۱- موَطا امام مالک

''موَطا'' فقہ وحدیث کی جامع، امام مالک کی عظیم تالیف ہے، جس میں انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی احادیثِ متصلہ ومرسلہ، صحابہ کرامؓ کے فتاویٰ اور فیصلے اور تابعین عظام کے اقوال کو اکٹھا کر دیا اور بعض مسائل میں ان آثار واحادیث کو بنیاد بناتے ہوئے اپنی وہ آرا بھی تحریر کردیں جو قیاس، توجیہ، تفسیر یا ترجیح کے ضمن میں آئیں۔ آپ اس کی چالیس سال تک فقہی ابواب کی ترتیب پر تالیف، تہذیب اور تنقیح فرماتے رہے جسے امت نے آپ کے زمانہ اور مابعد ادوار میں قبول کیا۔ کئی محدثین نے اسے روایت کیا اور کئی علما نے اس کی شروح تحریر کیں۔ ابو جعفر منصور اور ہارون الرشید نے اپنے اپنے دورِ حکومت میں اسے سرکاری قانون کا درجہ دینے کی خواہش کا اظہار کیا لیکن امام مالکؒ نے انکار کر دیا۔۸۵

۲- المدونہ

ابن خلدون مذہب مالکی کی کتب کے متعلق رقمطراز ہیں:

اندلس سے عبدالملک بن حبیب مصر آئے اور ابن قاسم اور ان کے ہم طبقہ علما سے فقہ مالکی پڑھا اور اندلس میں امام مالک کا مذہب پھیلایا اور مذہب مالکی پر ''کتاب الواضحۃ'' تصنیف کی پھر انہیں کے ایک شاگرد عتبی نے ''کتاب العتبیۃ'' تحریر کی۔ افریقہ سے اسد بن فرات مصر آئے شروع میں امام ابوحنیفہؒ کے شاگردوں سے فقہ اخذ کیا لیکن بعد میں امام مالک کے مذہب کو اپنا لیا اور ابن قاسم سے فقہ کے تمام ابواب لکھ لیے اور اپنی کتاب اپنے ہمراہ قیروان لے آئے جسے مصنف کی نسبت سے ''اسدیہ'' کہا گیا۔ سحنون نے ''اسدیہ'' مصنف کے سامنے پڑھی پھر وہ مشرق چلے گئے اور ابن قاسم سے ملے ان سے اخذ واستفادہ کیا اور اسدیہ کے کچھ مسائل میں اختلاف بھی کیا۔ ابن قاسم نے ''اسدیہ'' کے کافی

سارے مسائل سے رجوع کرلیا۔سحنون نے وہ سارے مسائل لکھ لیےاور اسد بن فرات کولکھ بھیجا کہ وہ سحنون کی کتاب پرعمل کرے۔اسد نے انکار کردیا۔لوگ ''اسدیہ'' کوچھوڑکر ''مدونۂ سحنون'' پرعمل کرنے لگے حالانکہ ''مدونۂ سحنون'' میں اختلاط مسائل کی بھرمارتھی اسی لیے اسے ''المدونہ والمختلطۃ'' کہا گیا۔ چنانچہ اہل قیروان نے ''مدونہ'' کواپنالیا جب کہ اہل اندلس نے ''الواضحۃ'' اور ''العتبیۃ'' کو۔ابن ابی زید نے ''المدونہ'' کومختصر کیا اور اس کا نام ''المختصر'' رکھا ابوسعید البرادی نے، جوفقہا قیروان سے تھے، ''المدونہ'' کی تلخیص کی اور اس کا نام ''تہذیب'' رکھا۔افریقہ کے مشائخ نے باقی سب کتب کوچھوڑکر ''تہذیب'' کواپنالیا۔اسی طرح اہل اندلس کے نزدیک ''کتاب العتبیۃ'' معیاری تھی جسے انہوں نے لازم پکڑا ہوا تھا ''کتاب الواضحۃ'' اور دیگر کتب کوچھوڑ دیا تھا پھراس مذہب کے علما انہیں معیاری کتب کی تشریح وتوضیح میں مصروف رہے چنانچہ اہل افریقہ نے ''المدونہ'' پر بہت کچھ لکھا جن میں ابن یوسف اللخمی، ابن محرز التونسی اور ابن بشیر وغیرہ شامل ہیں۔اسی طرح اہل اندلس نے ''العتبیۃ'' پر بہت کچھ لکھا جن میں ابن رشد وغیرہ بھی شامل ہیں۔ابن زید نے ان معیاری کتب کے جملہ مسائل، اختلافات و اقوال کے ساتھ، اپنی کتاب ''کتاب النوادر'' میں جمع کردیے۔''کتاب النوادر'' مذہب مالکی کے علما کے جملہ اقوال کی جامع ہے۔ابن یونس نے جب ''المدونہ'' پرنوٹس لکھے تو اسی کتاب کے بیشتر مسائل نقل کیے۔الغرض مذہب مالکی کے دریا قرطبہ و قیروان میں موجزن رہے جب تک ان دونوں کی حکومت قائم رہی۔ان کے بعد ان دونوں کو اہل مغرب نے تھام لیا تاوقتیکہ عمرو بن حاجب کی کتاب نہ آگئی۔ابن عمرو نے اس کتاب کے ہر باب میں اس مذہب کے علما کے تمام طرق اختصاراً بیان کیے ہیں اور ہر مسئلہ میں ان کے تمام اقوال لائے ہیں اب یہ کتاب مذہب مالکی کی ایک فہرست کی مثل ہے۔۸۶

(۳) مذہب شافعی

اس کے بانی امام محمد بن ادریس (۱۵۰ھ......۲۰۴ھ) ۸۷ شافعی ہیں-آپ غزہ (فلسطین) میں اس سال ۸۸ یا اس دن ۸۹ متولد ہوئے جس سال یا جس دن امام اعظم محمد ابوحنیفہؒ کا وصال ہوا- امام شافعیؒ کے والد فقروسکنت کے ہاتھوں مجبور ہوکر گھر والوں کے ساتھ حصول رزق کیلئے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ پھر غزہ (فلسطین) پہنچے، لیکن اپنے بیٹے، امام شافعیؒ کی ولادت کے دوسال بعد وصال کر گئے -امام شافعیؒ کی والدہ اپنے بیٹے کے ہمراہ پرسکون زندگی کی خواہش لیے عسقلان (جسے اس وقت عروس الشام کہا جاتا تھا) پہنچیں لیکن وہاں کے حالات کا جائزہ لینے کے بعد اپنے بیٹے کولے کر اپنے آبائی وطن مکہ مکرمہ واپس آگئیں- گویا امام شافعیؒ کی زندگی کے ابتدائی سال محرومی اور کسمپرسی میں گزرے-

فیاض ازل نے امام شافعیؒ کو ذہانت ومتانت اور اخلاق وکردار کی پاکیزگی جیسی اعلیٰ صفات

سے خوب نوازا تھا، مکہ مکرمہ میں رہ کر آپ نے محسوس کیا کہ لغت قریش، موالی اور اہل عجم کے میل جول کے سبب قدرے تغیر کا شکار ہوگئی ہے۔اس لئے آپ نے طے کیا کہ زبان کو اس کے اصل منابع سے حاصل کرنا چاہیے، اس مقصد کے حصول کیلئے بنو ہذیل جو اس وقت افصح العرب تھے، کے پاس دس سال گزارے جہاں انہوں نے زبان و بیان کے اسرار و رموز حاصل کیے۔وہاں انہوں نے شہسواری اور تیز اندازی بھی سیکھی، عمرو بن سعد کہتے ہیں کہ مجھے امام شافعیؒ نے بتایا کہ میں دو چیزوں میں ماہر تھا۔

۱۔ تیراندازی ۲۔ طلب علم

تیز اندازی کے معاملہ میں دس نشانوں میں ایک نشانہ خطا نہ ہوتا تھا۔۹۰

زبان وادب کی مہارت کے بعد آپ مکہ لوٹ آئے یہاں تک کہ زبان وادب کے امام اصمعی کو کہنا پڑا:

''صححت اشعار الهذليين على فتى من قريش يقال له محمد بن ادريس''۹۱

(بنو ہذیل کے اشعار کی تصحیح میں نے محمد بن ادریس نامی قریشی جوان سے کی)

مکہ مکرمہ میں سے کسی نے آپ کی توجہ فقہ کی طرف مبذول کرائی۹۲ اس وقت آپ کی عمر چودہ سال تھی لیکن سوال یہ ہے کہ کیا امام شافعیؒ چودہ سال کی عمر تک صرف زبان وادب سے وابستہ رہے؟ شواہد اس کے خلاف ہیں۔

امام شافعیؒ خود فرماتے ہیں:

''حفظت القرآن وانا ابن سبع سنين وحفظت المؤطا وانا ابن عشر سنين''۹۳

میں نے سات سال کی عمر میں قرآن کریم کو اور دس سال کی عمر میں موطا کو حفظ کر لیا تھا)

جبکہ تیرہ سال کی عمر کو پہنچنے سے پہلے حسن صوت اور فصاحت نطق کے علاوہ حفظ، تلاوت اور تفسیر میں ماہر ہو چکے تھے۹۴ پندرہ سال کی عمر میں انہیں فتویٰ دینے کی اجازت مل گئی تھی ۹۵

ہمارے خیال میں امام شافعیؒ نے لغت وادب کے ساتھ دوسرے علوم وفنون کی تحصیل کا سلسلہ جاری رکھا ہوگا وہ کبھی بنو ہذیل کے پاس چلے جاتے ہوں گے اور کبھی مکہ مکرمہ واپس آ جاتے ہوں گے۔۹۶

یہی وجہ ہے کہ آپ کی شخصیت مجمع علوم وفنون بن گئی۔امام شافعیؒ کی شخصیت کی تشکیل میں ان کی ذاتی استعداد، اساتذہ ومشائخ کی خصوصی توجہ اور زندگی میں پیش آنے والے امتحانات وتجربات نے بھرپور کردار ادا کیا۔۹۷

مکہ مکرمہ میں مفتی مکہ مسلم بن خالد الزنجی سے شرف تلمذ حاصل کیا، اور انہوں نے ہی آپ کی علمی متانت وصلاحیت کے پیش نظر امام شافعیؒ کو پندرہ سال کی عمر میں افتاء کی اجازت دے دی تھی۔

بعد ازاں آپ مدینہ طیبہ پہنچے اور وہاں امام دار الہجرت، امام مالک کی خدمت میں رہ کر ان سے

مؤطا کا سماع کیا- اس کی روایت کی اور ان کی وفات ۱۷۹ھ تک ان کے ساتھ رہ کر علم فقہ میں اکتساب کرتے رہے- پھر آپ یمن چلے گئے، وہاں انہوں نے امام اوزاعی کے ہم نشین عمر بن ابی سلمہ سے ان کی فقہ حاصل کی- اس طرح یحیٰ بن حسان سے مل کر فقیہ مصر، لیث بن سعد کی فقہ کی تحصیل کی- ۱۸۴ھ میں امام شافعیؒ کو سلطنت عباسیہ کی مخالفت کے الزام میں بغداد میں لایا گیا، لیکن بعد میں ان کی برات ثابت ہوگئی، بغداد میں آنا تلمیذ امام اعظم فقیہ عراق، محمد بن حسن شیبانی سے ملاقات کا سبب بن گیا، امام شافعیؒ نے موقع غنیمت جانتے ہوئے محمد بن حسن شیانی کی مصاحبت کرلی، ان کی کتب کا مطالعہ کیا، ان سے مسائل فقہ میں استفادہ کیا ان سے مناظرے بھی کیے، یہاں سے امام شافعیؒ مکہ مکرمہ چلے گئے جہاں وہ نو سال تک تدریس و افتاء کے ساتھ ایام حج میں آنے والے علماء سے ملاقات بھی کرتے رہے- امام شافعیؒ دوسری مرتبہ ۱۹۵ھ میں بغداد چلے گئے جہاں وہ دو سال رہے بعد ازاں مکہ لوٹ آئے اور پھر تیسری مرتبہ ۱۹۸ھ میں بغداد گئے اور وہاں چند ماہ گزار کر ۱۹۹ھ میں مصر کیلئے رخت سفر باندھا جہاں زندگی کے آخری لمحات (۲۰۴ھ) تک تدریس و افتاء اور تصنیف و املا کا سلسلہ جاری رہا- ۹۸

فقہ شافعی کی تشکیل و تدوین:

ہم دیکھتے ہیں کہ آغاز میں امام شافعیؒ کی توجہ ایک مستقل مذہب کی تشکیل کی طرف نہ تھی نہ ہی امام مالک سے الگ ان کی فقہی آراء تھیں بلکہ وہ اصحاب مالک میں شمار ہوتے تھے- مزید براں وہ امام مالک کی آراء کا نہ صرف دفاع کرتے بلکہ اہل مدینہ کی فقہ کے حق میں اہل عراق کی فقہ کے خلاف دلائل دیتے اور اس میں انہیں ایک خاص مقام حاصل تھا یہاں تک کہ محدثین نے انہیں ناصر الحدیث ۹۹ و ناصر السنۃ ۱۰۰ کے لقب سے ملقب کیا-

امام شافعیؒ نے اپنے دور کے فقہی مکاتب فکر کا ناقدانہ بصیرت سے مطالعہ کیا- فقہ مکہ تو انہوں نے اوائل ہی میں مسلم بن خالد وغیرہ سے جبکہ امام محمد بن حسن شیبانی کے واسطہ سے انہیں فقہ العراق کے بارے میں آگاہی ہوئی- اس طرح امام شافعی کی شخصیت میں فقہ الحجاز اور فقہ العراق میں جمع ہوگئیں- جب امام شافعیؒ مکہ مکرمہ پہنچے تو انہوں نے مختلف مکاتب فقہ سے حاصل شدہ معلومات کے بارے میں گہرا غور و فکر شروع کردیا اور یہیں پر امام شافعیؒ ایک مستقل فقہی مکتب کے بانی کے طور پر ابھرے، آپ جب دوسری مرتبہ ۱۹۵ھ میں عراق پہنچے تو ان کا مستقل فقہی مذہب تھا جس کے اپنے اصول و قواعد تھے- امام شافعیؒ آہستہ آہستہ اپنے فقہی مذہب کو عراق میں پھیلاتے رہے اور اس پر ایک کتاب ''الحجۃ،، بھی تصنیف کی جس میں اپنی آراء کو جمع کردیا، جو بعد میں امام شافعی کے ''مذہب قدیم،، سے موسوم ہوئیں کیونکہ آپ نے ان آراء میں سے کچھ آراء سے رجوع کرلیا، امام شافعیؒ جب مصر پہنچے اور وہاں کے لوگوں کی عادات و احوال سے آگاہی ہوئی

تو جوانہوں نے عراق وحجاز میں دیکھا تھا۔وہ یہاں کے احوال وعادات سے مختلف تھا تو انہیں اپنی آراء میں قدرے تغیر کرنا پڑا، یہاں پر امام شافعیؒ نے اپنے شاگردوں کو نئی کتب املاء کرائیں۔جو امام شافعیؒ کے ''مذہب جدید،، سے معروف ہوئیں۔۱۰۱؎

امام شافعیؒ کے مذہب کے مصر میں عام ہونے کے اسباب مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ چونکہ مذہب مالک مصر میں موجود تھا، اور وہاں امام مالک سے محبت کرنے والے بہت تھے اور امام شافعیؒ امام مالک کے شاگرد اوران کے مدرسہ فقہ سے فارغ التحصیل تھے۔اس لئے وہاں امام شافعی کو عام پذیرائی ملی۔

۲۔ امام شافعیؒ لغت فقہ اور حدیث کے متبحر عالم تھے اور امام مالک اور اہل الرائے کے اقوال کے جامع اور مذہب اہل حدیث کے موید وناصر تھے۔اس لئے لوگوں نے ان کی آراء کو وقعت دی۔

۳۔ آپ قریشی النسل تھے۔رسول اللہ ﷺ سے نسبت نے مسلمانوں کے دلوں میں آپ کی محبت پیدا کردی۔

مذہب شافعی اہل حدیث اور اہل رائے کا جامع مکتب فقہ شمار کیا جاتا ہے۔آپ احادیث نبویہ ﷺ حتی کہ خبر واحد سے بھی حجت پکڑتے تھے، اور حدیث مرسل سے اخذ واحتجاج نہ کرتے تھے جبکہ قیاس کو بھی بوقت ضرورت استعمال کرتے تھے مگر حنفیہ کے ''استحسان،، اور مالکیہ کے ''مصالح مرسلہ،، کو تسلیم نہیں کرتے تھے۔۱۰۲؎

مذہب شافعی کی ترویج وشاعت میں حکومت ایوبیہ کا بڑا اہم کردار ہے کیونکہ حکومت ایوبیہ کا سرکاری مذہب یہی تھا، اور مدت دراز تک جامعۃ الازہر کے شیخ کا منصب شافعی علماء کیلئے مخصوص رہا۔۱۰۳؎

مذہب شافعی کی نقل وتدوین دوطرح سے ہوئی:

کتب امام شافعی:

وہ کتب جنہیں امام شافعیؒ نے بذات خود تصنیف کیا اور انہیں اپنے تلامذہ کو املاء بھی کرایا ان میں سب سے زیادہ مشہور کتاب ''الرسالۃ،، ہے جسے امام شافعیؒ نے عراق میں لکھا پھر مصر میں نئی تہذیب وترتیب کے بعد اسے دوبارہ تحریر کیا۔یہ اصول فقہ کی ابحاث پر مشتمل ہے جس میں امام شافعیؒ نے بیان قرآن، بیان السنۃ للقرآن، عام وخاص، منسوخ اور خبر واحد کے حجت ہونے کے علاوہ دیگر ابحاث کے بارے میں کلام فرمایا ہے۔۱۰۴؎۔دوسری کتاب ''الام،، ہے جو مضبوط علمی اسلوب کا حامل، ایک وقیع فقہی ذخیرہ ہے جس میں امام شافعیؒ نے اپنی آراء کو دلائل کے ساتھ بیان کرنے کے ساتھ دوسرے فقہاء کے اقوال پر نقد ومناقشہ بھی کیا ہے۔

یہ ایک ضخیم انسائیکلوپیڈیا ہے جو فروع، اصول، لغت، تفسیر، احادیث کثیرہ اور فقہ اسلاف کی جامع ہے- اس میں امام شافعیؒ کے دیگر کئی رسائل اور کتابیں مثلاً ''الرسالۃ، ابطال الاستحسان، جماع العلم، اختلاف الحدیث، سیر الواقدی، سیر الاوزاعی، الرد علی محمد بن الحسن، اختلاف العراقیین، اختلاف علی وعبداللہ بن مسعود، اور اختلاف مالک والشافعی، بھی شامل ہیں-۱۰۵ؔ

تلامذہ امام شافعیؒ

امام شافعیؒ کے متعدد تلامذہ تھے جنہوں نے امام شافعیؒ کے تینوں ادوار (مکہ، بغداد اور مصر کے ادوار) میں فقہ شافعی کو ان سے نقل کیا- کچھ تلامذہ نے مکہ مکرمہ میں، کچھ نے امام شافعیؒ کے بغداد میں ورود ثانی کے وقت اور کچھ نے مصر میں ان سے اخذ واستفادہ کیا اور مذہب شافعی کی تدوین وترویج میں اہم کردار ادا کیا- چند مشہور تلامذہ مندرجہ ذیل ہیں:

(الف) امام شافعیؒ کے مکی تلامذہ:

(i) ابوبکر الحمیدی (م ۵۱۹ھ): یہ امام شافعیؒ کے فقیہ محدث حافظ اور ثقہ شاگرد تھے- یہ امام شافعیؒ کے ہمراہ مصر بھی گئے پھر امام شافعیؒ کے وصال کے بعد مکہ مکرمہ واپس لوٹ آئے-

(ii) ابواسحاق ابراہیم بن محمد العباس (م ۲۳۷ھ): یہ امام شافعیؒ کے ثقہ اور حافظ حدیث شاگرد تھے لیکن ان سے امام شافعیؒ سے ان کی فقہ کے متعلق کوئی چیز منقول نہیں-

(iii) ابوبکر محمد بن ادریس:

(iv) ابوالولید موسیٰ ابن ابی الجارود-۱۰۶ؔ

(ب) امام شافعیؒ کے عراقی تلامذہ

(i) ابوثور ابراہیم بن خالد بن یمان الکلبی البغدادی (م ۲۴۰ھ): یہ شروع میں اہل عراق کے مذہب پر عامل تھے- امام شافعیؒ کی صحبت اختیار کی- ان سے سماع کیا اور مذہب شافعی کو اپنانے کی بجائے ایک خاص مذہب کے بانی ٹھہرے- ان کے پیروکار بھی تھے، دلیل پر یہ امام شافعیؒ سے اختلاف بھی کرتے تھے لیکن یہ زیادہ عرصہ زندہ نہ رہے-۱۰۷ؔ

(ii) الحسن بن محمد بن الصباح الزعفرانی البغدادی (م ۲۶۰ھ): امام شافعیؒ کے تلامذہ میں سے ان سے زیادہ فصیح اللسان، لغت عرب اور قرات سے آگاہ کوئی نہ تھا حتیٰ کہ امام شافعیؒ ان کی فصاحت وبلاغت پر تعجب کا اظہار کرتے اور فرماتے:

''جب تو عربی بول رہا ہوتا ہے تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ تو عربی ہے اور میں

نبطی (غیر عربی) ہوں-ان سے امام بخاری اور دیگر ائمہ حدیث (امام مسلم کے علاوہ) نے احادیث روایت کی ہیں-۱۰۸

(iii) ابوعلی حسین بن علی الکرابیسی (م۲۵۶ھ): یہ بہت بڑے عالم اور صاحب اتقان مصنف تھے-انہوں نے پہلے عراقی فقہ حاصل کی پھر امام شافعیؒ سے وابستہ ہوئے-ان سے حدیث کا سماع کیا-امام شافعیؒ نے انہیں زعفرانی کی کتب کی اجازت دی-۱۰۹

امام احمد بن حنبل کے ان پر طعن کے سب لوگوں نے روایت حدیث کے سلسلے میں ان سے اجتناب کیا حالانکہ علمی اعتبار سے ابوثور ان کا عشر عشیر بھی نہ تھے لیکن امام احمد بن حنبل کی مدح کے سبب بلند ہوگئے-۱۱۰

(iv) ابوعبدالرحمٰن احمد بن محمد بن یحیٰ الاشعری البغدادی: یہ امام شافعیؒ کے کبار اصحاب میں سے تھے-امام شافعیؒ کی کثرت مصاحبت کے سبب انہیں شافعی کہا جاتا تھا-حدیث وآثار کے عالم تھے-صاحب اقتدار لوگوں کے ہاں ان کا بڑا مرتبہ تھا اور وہ پہلے شخص ہیں جو عراق میں امام شافعیؒ کے نائب کے طور پر معروف ہوئے کیونکہ یہ امام شافعیؒ کے اصول، مذہب اور ان کے اقوال کے محافظ تھے-۱۱۱

(ج) امام شافعیؒ کے مصری تلامذہ:

(i) حرملۃ بن یحیٰ برحرملۃ (۱۶۶ھ-۲۴۳ھ) یہ صاحب جلالت علمی شخصیت تھے-امام شافعیؒ ان کے ہاں ٹھہرے-انہوں نے امام شافعیؒ سے وہ کتب روایت کیں جو ربیع بن سلیمان سے مروی نہیں، مثلاً ''کتاب الشروط (۳ اجزاء)، کتاب السنن (۱۰ اجزاء) کتاب النکاح، کتاب الوان الابل والغنم وصفاتها واسنانها،،۱۱۲

یہ امام شافعیؒ کے کبار مصری اصحاب میں سے سب سے نمایاں ہیں-امام شافعیؒ ان کے فتویٰ پر اعتماد کرتے تھے اور جب کوئی مسئلہ درپیش ہوتا تو ان سے مشورہ کرتے، امام شافعیؒ نے انہیں اپنی وفات کے بعد اپنے حلقہ کا نائب مقرر کیا، انہوں نے امام شافعیؒ کے کلام سے ماخوذ ایک المختصر المشہور لکھی، ان سے استفادہ کرنے والے اپنے دور کے امام ہوئے جنہوں نے مختلف ممالک میں امام شافعیؒ کے علم کو پھیلایا، یہ فتنہ خلق قرآن کے سلسلہ میں حالت قید میں واصل بحق ہوئے-۱۱۳

(ii) ابوابراہیم، اسماعیل بن یحیٰ المزنی (۱۷۵ھ.....۲۵۴ھ): انہوں نے جوانی میں علم حاصل کرنا شروع کیا-امام شافعیؒ جب ۱۹۹ھ میں مصر تشریف لائے تو ان سے علم فقہ حاصل کیا، امام شافعی نے ان کے بارے میں فرمایا:

''المزنی ناصر مذهبی،، (مزنی میرے مذہب کا مددگار ہے)

اور یہی وہ شخص ہے جس نے دو کتب (المختصر الکبیر المسمی المبسوط، المختصر الصغیر) تصنیف کیں جن

پر مذہب شافعی کا مدار ہے- ان سے خراسان، عراق اور شام کے کثیر علماء نے استفادہ کیا- یہ درجہ اجتہاد پر فائز تھے-۱۱۴

(iii) ربیع بن سلیمان عبد الجبار المرادی، ابو محمد (۱۷۴ھ...... ۲۷۰ھ): یہ امام شافعیؒ کی کتابوں کے راوی ہیں- جامع مسجد عمرو بن العاص (جامع فسطاط) میں مؤذن تھے- انہوں امام شافعیؒ کی طویل رفاقت نصیب ہوئی- ان کی روایت کو مزنی کی روایت پر مقدم کیا جاتا ہے- کتب شافعی کی روایت کیلئے دور دراز سے لوگ ان کے پاس آتے- انہوں نے ہی مصر میں سب سے آخر میں امام شافعی سے روایت کی-۱۱۵

(iv) محمد بن عبداللہ بن عبد الحکم (م ۲۶۸ھ): یہ بیک وقت امام مالک اور امام شافعیؒ دونوں کے شاگرد تھے- اہل مصر ان سے زیادہ مقام امام شافعیؒ کے کسی شاگرد کو نہیں دیتے تھے- امام شافعیؒ بھی ان سے حد درجہ محبت کرتے تھے لیکن بعد میں انہوں نے مذہب مالکی اختیار کر لیا کیونکہ امام شافعیؒ نے انہیں اپنا قائم مقام مقرر نہیں کیا تھا-۱۱۶

امام شافعیؒ کے تلامذہ میں وہ افراد بھی شامل ہیں جنہوں نے امام شافعیؒ سے اکتساب علم تو کیا لیکن ان کے مقلد نہ ہوئے- ان میں دو شخصیات زیادہ مشہور ہیں:

۱- امام احمد بن حنبل ۲- اسحاق بن راہویہ-۱۱۷

مذہب شافعی کے پیروکار مصر، انڈونیشاء، عراق، لبنان شام، یمن، ایران اور پاکستان میں پائے جاتے ہیں-۱۱۸

(۴) مذہب حنبلی

الامام ابوعبداللہ، احمد بن حنبل بن ہلال بن اسد بن ادریس الذہلی-۱۱۹، الشیبانی-۱۲۰، المروزی-۱۲۱ مذاہب اہل سنت میں سے چوتھے مذہب کے بانی ہیں- آپ ۱۶۴ھ ۱۲۲ (بمطابق ۷۸۰ء) میں بغداد میں متولد ہوئے اور وہیں ۲۵۱ھ میں وفات پائی ۱۲۳- آپ کی والدہ جب مرو سے جہاں آپ کے والد مقیم تھے، بغداد آئیں تو آپ شکم مادر میں تھے- آپ عربی النسب ہیں، والد اور والدہ دونوں کی طرف سے شیبانی ہیں- بنو شیبان عدنانی قبیلہ کا نام ہے- یہ قبیلہ جس طرح اسلام میں نامور ثابت ہوا اسی طرح قبل از اسلام بھی معزز و ممتاز تھا، آپ کے دادا حنبل بن ہلال امویوں کے دور میں سرخس کے والی رہے- پھر جب عباسی دعوت ابھری تو انہوں نے اس کی امداد و اعانت کی اور انقلاب حکومت چاہنے والے لوگوں میں شامل ہو گئے- چنانچہ دوسرے لوگوں کے ساتھ انہیں تکلیف و مصائب کا سامنا کرنا پڑا-۱۲۴

امام احمد بن حنبل بچپن ہی میں والد کی شفقت-۱۲۵ اور ماں کی ممتا سے محروم ہو گئے- والد کے انتقال کے وقت وہ بالکل بچے تھے- وہ کہا کرتے تھے "نہ میں نے والد کو دیکھا ہے نہ دادا کو،، امام

احمد بن حنبل رفعت نسب، یتیمی، فقر وفلاکت، قناعت تقویٰ اور ذہن رسا رکھنے میں اپنے استاد امام شافعیؒ کے مشابہ تھے- امام احمد بن حنبل کی نشو ونما بغداد میں ہوئی اور یہیں انہوں نے تربیت کے مدارج طے کیے- اس وقت بغداد معارف وفنون کا مرکز تھا- وہاں قاری، محدث، صوفیہ، علماء، ماہرین لغت، حکماء وفلاسفہ- الغرض ہر طبقہ اور ہر حلقہ اپنے مسلک کے تنوع، مشرب کے اختلاف اور علم کی رنگارنگی کے باوجود موجود تھا- سب سے پہلے آپ نے قرآن کریم حفظ کیا اور اس سعادت کے باعث ان میں امانت اور تقویٰ کا جوہر پیدا ہو گیا اور یہ چیز بچپن سے لے کر جوانی اور پھر بڑھاپے تک تمام تر رعنائیوں کے ساتھ موجود اور قائم رہی جو نقطہ نظر قائم کر لیا اس پر چٹان کی طرح ڈٹ گئے اور اس سلسلہ میں آنے والی ہر آزمائش کا مردانہ وار مقابلہ کیا، حفظ قرآن کریم اور علم لغت کی تحصیل کے بعد آپ تحریر وکتابت کے فن کی طرف متوجہ ہوئے- ۱۲۶؎

پندرہ برس کی عمر میں آپ نے بغداد میں ہی حصول علم حدیث کا آغاز کیا اور سات برس تک وہاں کے محدثین سے اکتساب فیض کرتے رہے اس کے ساتھ صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ کے فتاویٰ اور فیصلے یاد کرتے رہے، ۱۸۶ھ میں طلب حدیث کے سلسلہ میں دوسرے مراکز کی طرف سفر کا آغاز کیا- سب سے پہلے بصرہ گئے- پھر حجاز یمن اور کوفہ کی طرف سفر کیے، ۱۸۷ھ میں امام شافعیؒ سے پہلی ملاقات ہوئی، ان سے علم فقہ حاصل کیا اور صاحب مذہب مجتہد مستقل کے درجہ پر فائز ہوئے- امام شافعیؒ نے بغداد سے روانہ ہوتے وقت اپنے اس تلمیذ رشید کے بارے میں فرمایا:

''خرجت من بغدادو ماخلفت بهااحداًاورع ولااتقى والاافقه من احمدبن حنبل،، ۱۲۷؎

(میں نے بغداد اس حال میں چھوڑا کہ وہاں اپنے پیچھے احمد بن حنبل سے بڑھ کر کوئی صاحب ورع وتقویٰ اور فقیہ نہیں تھا)

امام احمد بن حنبل اتباع سنت میں مشہور تھے- وہ سنن الہدیٰ اور سنن العادت میں فرق نہیں کرتے تھے بلکہ ہر وہ کام کرنے کی کوشش کرتے تھے جس کی نسبت رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہو جاتی اور ایسے ہر کام سے گریز کرتے تھے جسے رسول اللہ ﷺ نے نہ کیا ہوتا-

کیا امام احمد بن حنبل فقیہ تھے؟

اس بات پر تمام علماء کا اتفاق ہے کہ آپ محدث تھے لیکن آپ کے فقیہ ہونے کے بارے میں کچھ علماء کو تردد ہے- یہی وجہ ہے کہ ابن ندیم نے الفہرست میں آپ کا ذکر فقہاء کی بجائے امام بخاری، امام مسلم اور دیگر محدثین کے ساتھ کیا ہے- اس طرح ابن عبدالبر نے ''الانتقاء فی فضائل الائمہ

الفقہاء،، میں ،طبری نے اختلاف الفقہاء میں اور ابن قتیبہ نے کتاب المعارف میں اور امام احمد بن حنبل اور ان کے مذہب کا کوئی تذکرہ نہیں کیا لیکن جمہور علماء نے کسی بھی دور میں ان علماء کی رائے سے اتفاق نہیں کیا- فقہ حنبلی کے آغاز سے لے کر آج تک اس کا شمار اہل سنت کے چار فقہی مذائب میں ہوتا ہے- محدث کے ساتھ ساتھ انہیں ایک مجتہد کی حیثیت سے جانا جاتا ہے- وہ ایک مستقل اسلوب اور انداز فکر کے حامل ہیں، بہت سے مسائل میں انہوں نے مذاہب ثلاثہ کی آراء سے اختلاف بھی کیا ہے اور ایک منفرد رائے اختیار کی ہے-

امام ابوزہرہ کہتے ہیں: اگر آپ سے منقول اقوال اور فتاویٰ پر ناقدانہ نظر ڈالیں تو معلوم ہوگا کہ آپ ایسے فقیہ تھے جن پر حدیث کا اثر زیادہ تھا لیکن اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ آپ کو فقیہ نہ تسلیم کیا جائے- آپ کے فقیہ کی بجائے محدث مشہور ہونے کی کئی وجوہ ہیں:

۱- آپ فتویٰ پر روایت حدیث کو ترجیح دیتے تھے-

۲- آپ اپنے فتاویٰ کی کتابت سے منع کرتے تھے کیونکہ وہ حدیث کی کتابت کے علاوہ کسی دوسری چیز کی کتابت کو درست نہ سمجھتے تھے- اس ڈر سے کہ کہیں لوگ حدیث کو چھوڑ کر ان کے فتاوی کو نہ اپنالیں- یہ آپ کی فقہی حیات کے آغاز کی بات ہے- بعد میں آپ نے خود بھی اپنے فتاوی کو تحریر کیا اور یہی فتاوی پھر منقول ہوئے لیکن یہ فتاویٰ زیادہ تر آثار سے قریب اور ان کی حکمت سے متعلق ہیں-

۳- آپ کے سامنے صحابہ کرام اور تابعین کے اختلافی اقوال تھے جن کی وجہ سے ایک مسئلہ میں مختلف آراء سامنے آئیں- آپ اپنے آپ کو اس مقام پر نہیں سمجھتے تھے کہ ان کے اقوال کے درمیان ترجیح دیں-

۴- علماء نے مسند کی آپ کی طرف نسبت کو تو درست تسلیم کیا جبکہ بعض نے مسائل فقہیہ کو آپ کی طرف منسوب کرنے میں تردد سے کام لیا ہے- اگرچہ یہ تردد درجہ سند کو نہیں پہنچا- ۱۲۸

احمد بن حنبل حدیث، سنت اور فقہ کے امام تھے- آپ کے بارے میں ابراہیم الحربی کہتے ہیں:

''رایت احمد، کان اللہ قدجمع له علم الاولین و آخرین،، ۱۲۹

(میں نے امام احمد کو دیکھا تو محسوس ہوا کہ اللہ تعالی نے اولین و آخرین کے علوم ان میں جمع کر دیے ہیں)

ربیع کہتے ہیں کہ امام شافعیؒ نے ہمیں فرمایا:

''احمدامام فی ثمان خصال،امام فی الحدیث،امام فی الفقه،امام فی اللغة،امام فی القرآن،امام فی الفقر،امام فی الزهد،امام فی الورع،امام فی السنة،، ۱۳۰

(احمد آٹھ خصائل میں امام ہیں: حدیث، فقہ، لغت، قرآن، فقر، زہد، ورع اور سنت)

امام احمد بن حنبل کو، مامون، معتصم اور واثق کے زمانہ خلافت میں فتنۂ خلق قرآن کے سلسلہ میں قید و بند کی صعوبتوں کا سامنا کرنا پڑا- آپ نے انبیاء علیہم السلام کی سنت ادا کرتے ہوئے کمال استقامت اور صبر کا مظاہرہ کیا- علی بن مدینی کہتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے دو شخصیات کے ذریعے اس دین کو عزت دی ہے- ان کے مقابلے میں کوئی تیسرا نہیں ہے:

۱- ابوبکر صدیقؓ، فتنہ ارتداد کے زمانہ میں

۲- احمد بن حنبلؒ فتنۂ خلق قرآن کے زمانہ میں،،۱۳۱

سفیان بن وکیع کہتے ہیں:

''احمد ہمارے درمیان حق و باطل کا معیار ہیں جو احمد کا عیب بیان کرے وہ ہمارے نزدیک فاسق ہے-۱۳۲

محمد بن اسحاق بن ابراہیم الحنظلی کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو کہتے ہوئے سنا ''احمد بن حنبل زمین پر اللہ اور اس کے بندوں کے درمیاں حجت ہیں،،۱۳۳

قتیبہ بن سعید کہتے ہیں:

اگر امام سفیان ثوری نہ ہوتے تو ورع و تقویٰ مٹ جاتا اگر امام احمد نہ ہوتے تو لوگ دین میں نئے نئے فتنے پیدا کر لیتے-۱۳۴

مذہب حنبلی کی تدوین:

امام احمد بن حنبل اپنی آراء کو ضبط تحریر میں نہ لائے جس طرح کہ امام شافعیؒ نے اپنی فقہ کو تحریر کر لیا تھا بلکہ امام احمد بن حنبل اپنی آراء کی کتابت سے روکتے تھے- اگر آپ اس طرف توجہ دیتے تو آپ کی کافی ساری کتب موجود ہوتیں- آپ نے ''مسند، تصنیف کی جس میں چالیس ہزار سے زیادہ احادیث ہیں- اس کے بارے میں آپ اپنے بیٹے عبداللہ سے فرمایا کرتے:

''اس ''مسند،، کو یاد کر لو آنے والے وقت میں یہ لوگوں کی امام ہوگی،،۱۳۵

حنبل کہتے ہیں کہ ''امام احمد بن حنبل نے مجھے، صالح اور عبداللہ کو اکٹھا کیا اور ہیں ''مسند،، پڑھ کر سنائی جسے ہمارے سوا کسی اور نے نہ سنا،، اور فرمایا:

''یہ کتاب جسے میں نے سات لاکھ پچاس ہزار احادیث میں سے تنقیح و تہذیب کے بعد جمع کیا- رسول اللہ ﷺ کی جس حدیث کے بارے میں مسلمانوں کو

اختلاف ہو، تو اس ''مسند،، کی طرف رجوع کرو- اگر اس میں مل جائے تو درست ورنہ وہ حیثیت قابل حجت نہ ہوگی،،۱۳۶

مسند کے علاوہ ''التفسیر، الناسخ والمنسوخ، التاریخ، حدیث شعبة المقدم والمؤخر فی القرآن، جوابات القرآن اور المناسک،، بھی آپ کی طرف منسوب ہیں-۱۳۷

امام احمد کے تلامذہ:

فقہ حنبلی کی نقل وتدوین امام احمد بن حنبل کے تلامذہ کے ذریعے ہوئی- چند اہم تلامذہ کے نام درج ذیل ہیں:

(i) صالح بن احمد بن حنبل (م ۲۶۶ھ) یہ امام احمد کے سب سے بڑے بیٹے تھے- انہوں نے فقہ وحدیث کا علم اپنے والد سے اور ان کے معاصرین سے حاصل کیا- انہوں نے فقہ حنبلی کی ترویج اپنے خطوط کے ذریعے سے کی- لوگ ان سے خط لکھ کر سوال پوچھتے اور یہ اپنے والد ماجد کی رائے کے مطابق جواب لکھ بھیجتے- یہ عہدہ قضاء پر بھی فرائض سرانجام دیتے رہے-۱۳۸

(ii) عبداللہ بن احمد بن حنبل (۲۱۳......۲۹۰ھ) انہوں نے اپنے والد کی فقہ کی روایت کی بجائے ان سے حدیث روایت کی-۱۳۹

(iii) الاثرم ابوبکر، احمد بن ہانی الخراسانی البغدادی (م ۲۷۳ھ) انہوں نے امام احمد بن حنبل سے فقہی مسائل اور کثرت سے احادیث مبارکہ کی روایت کی- انہوں نے مذہب احمد اور حدیث سے اس کے شواہد پر ایک کتاب ''السنن فی الفقہ،، لکھی- یہ حفاظ فقہاء میں سے ایک بہت بڑے عالم تھے-۱۴۰

(iv) عبدالملک بن عبدالحمید بن مہران المیمونی (م ۲۷۴ھ) یہ تقریباً بائیس سال امام احمد کے ہمراہ رہے- یہ امام احمد کے منع کرنے کے باوجود ان کے فقہی مسائل لکھ لیا کرتے تھے- فقہ حنبلی کی نقل وروایت میں ان کا بہت بڑا مقام ہے- ابوبکر الخلال ان کی اس خدمت پر رشک کرتے تھے-۱۴۱

(v) ابوبکر، احمد بن محمد الحجاج، المروزی (م ۲۷۴ھ) یہ امام احمد کے خاص الخاص اور انتہائی قریبی تلامذہ میں سے ایک تھے- انہوں نے امام احمد سے کثیر مسائل نقل کیے اور پھر انہی سے ابوبکر الخلال نے نقل کیے- یہ حدیث وفقہ میں درجہ امامت پر فائز تھے- یہ کثیر التصانیف تھے- انہوں نے شواہد الحدیث کے حوالے سے ''کتاب السنن،، لکھی- جب صرف ''ابوبکر،، بکری المروزی ذکر کیا جائے تو حنابلہ اس سے مراد ابوبکر مروزی ہی لیتے ہیں-۱۴۲

(vi) حرب بن اسماعیل الحنظلی الکرمانی (م ۲۸۰ھ) یہ زیادہ عرصہ تو امام کے ساتھ نہ رہ سکے مگر اس کے باوجود کثیر فقہی مسائل اخذ کیے- ابوبکر مروزی امام احمد بن حنبل کے ساتھ گہرے تعلق کے باوجود ان

سے امام احمد بن حنبل سے لکھی ہوئی آراء نقل کرتے تھے۔[۱۴۳]

(vii) ابراہیم بن اسحاق الحربی ابو اسحاق (م ۲۸۵ھ) انہیں فقہ کی بجائے حدیث میں تبحر حاصل تھا۔ یہ علم لغت کے بھی ماہر تھے۔[۱۴۴]

(viii) احمد بن محمد بن ھارون، ابوبکر الخلال (م ۳۱۱ھ) امام احمد بن حنبل کے تلامذہ کے بعد ابوبکر الخلال آئے جنہوں نے امام احمد بن حنبل کے سوشاگردوں سے امام احمد کی منقول فقہ کو یکجا کر دیا۔ یہاں تک کہ انہیں جامع الفقہ الحنبلی کہا جانے لگا۔ یہ ابوبکر مروزی کی وفات تک ان کے ساتھ رہے۔[۱۴۵] ان کے بعد کئی لوگ آئے جنہوں نے فقہ حنبلی پر کتابیں لکھیں اور اپنے امام کے اقوال کو جمع کیا اور ان کی شرح کی۔[۱۴۶] جن شخصیتوں نے ابوبکر الخلال کے جمع کردہ فقہی ذخیرہ کی تلخیص کی۔ ان میں دو مشہور نام قابل ذکر ہیں:

(i) ابوالقاسم عمر بن الحسین الخرقی البغدادی (م ۳۳۴ھ) یہ دمشق میں مدفون ہوئے۔ ان کی مذہب حنبلی پر متعدد کتب ہیں۔ ان میں سے ''المختصر،، زیادہ مشہور ہے جس کی ابن قدامہ نے اپنی کتاب ''المغنی،، میں شرح کی اور اس کی تین سو سے زیادہ شروح ہیں۔

(ii) ابوبکر عبدالعزیز بن جعفر، المعروف بغلام الخلال (م ۳۶۳ھ) یہ خرقی کے ساتھ تھے اور خلال کے اقوال کے سب سے زیادہ پیروی کرنے والے تھے۔ اسی وجہ سے یہ ''غلام الخلال،، کے نام سے معروف ہوئے۔[۱۴۷]

مذہب حنبلی کی اشاعت و ترویج:

اہل سنت کے مذاہب میں حنبلی مذہب سب سے کم پھیلا۔ اس مذہب کا رواج ابتداء میں بغداد میں ہوا۔ اس کے بعد چوتھی صدی ہجری میں عراق کے بیرونی علاقے میں اور سب کے بعد چھٹی صدی ہجری میں مصر میں پھیلا۔

اس مذہب کی نشاۃ ثانیہ اور تجدید امام ابن تیمیہ اور ان کے شاگرد امام ابن قیم وغیرہ کے ذریعے ہوئی۔ اس کے بعد بارہویں صدی ہجری بمطابق اٹھارہویں صدی عیسوی میں شیخ محمد بن عبدالوہاب نے اپنی اصلاحی تحریک کے سلسلے میں اس مذہب کی تجدید اور اشاعت میں نمایاں حصہ لیا۔ چنانچہ جدید مذہب حنبلی وہابیوں کی پشت پناہی میں خوب پھیلا۔ خصوصاً جلالۃ الملک عبدالعزیز السعود کے عہد حکومت میں اس مذہب کو بہت فروغ حاصل ہوا۔ آج کل مملکت عربیہ سعودیہ کا یہی مذہب ہے اور جزیرۃ العرب کے دیگر علاقوں میں بھی اس مذہب کے پیروکار پائے جاتے ہیں اور فلسطین شام اور عراق وغیرہ میں بھی۔[۱۴۸] یہ مسلک اپنی شدت اور مصلحت عامہ (اور نت نئی بدلنے والی حالتوں اور ضرورتوں) کا زیادہ لحاظ نہ رکھنے کے باعث حجاز سے باہر مسلم دنیا کے کسی حصے میں رائج نہ ہوسکا۔[۱۴۹]

حواشی وحوالہ جات

(۱) الدکتور وہبۃ الزحیلی، الفقہ الاسلامی وادلتہ، دمشق، دارالفکر، ۱۴۱۸ھ-۱۹۹۷ء، ج۱ص۴۲

(۲) الدکتور وہبۃ الزحیلی، الفقہ الاسلامی وادلتہ، دمشق، دارالفکر، ۱۴۱۸ھ-۱۹۹۷ء، ج۱ص۴۳

(۳) ابن عابدین شامی، حاشیۃ الردالمحتار علی الدرالمختار، کراچی، ایچ ایم سعید کمپنی، ۱۴۰۶ھ، ج۱ص۶۶

(۴) عبدالکریم زیدان، المدخل لدراسۃ الشریعۃ الاسلامیۃ، بیروت، مؤسسۃ الرسالۃ، ط۸، ۱۴۰۵ھ، ۱۹۸۵ء، ص۱۵۵، ۱۵۶

(۵) ڈاکٹر محمد حمیداللہ، خطباتِ بہاولپور، اسلام آباد، ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی، ۱۹۸۸ء، ص۱۲۶

(۶) خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، بیروت، دارالکتب العلمیۃ، ط۱ (۱۴۱۷ھ-۱۹۹۷م)، ج۱۳، ص۳۳۴

(۷) عبدالکریم زیدان، المدخل، لدراسۃ الشریعۃ الاسلامیہ، ص۱۵۶

(۷الف) عبدالرحمٰن بن خلدون، تاریخ ابن خلدون (المقدمۃ)، بیروت، دارالکتب العلمیۃ، ۱۴۱۳ھ-۱۹۹۲ء، ط۱، ج۱، ص۴۷۶

(۸) عبدالرحمٰن ابن خلدون، تاریخ ابن خلدون (المقدمۃ) ج۱ص۴۷۶

(۹) ابوعبداللہ حسین بن علی الصیمری (م۴۳۶ھ)، اخبارابی حنیفۃ واصحابہ، حیدرآباد، ہند، مطبعۃ المعارف الشرقیۃ، ۱۳۹۴ھ، ۱۹۷۴ء، ص۱۱

(۱۰) محمد بن محمد المعروف بابن البزازالکردری، مناقب الامام الأعظم ابی حنیفۃ، کوئٹہ، مکتبہ اسلامیہ، ۱۴۰۷ھ، ج۱ص۲۲۰

(۱۱) الموفق بن احمد المکی، مناقب الامام الأعظم ابی حنیفۃ، کوئٹہ، مکتبہ اسلامیہ، ۱۴۰۷ھ، ج۱ص۱۹۷

(۱۲) تاریخ بغداد، ج۱۳ص۳۴۵

(۱۳) أبوعبداللہ، حسین بن علی الصیمری (م۴۳۶ھ) أخبارأبی حنیفۃ وأصحابہ، ص۹

(۱۴) ایضاً ص۱۲

۱۵- حوالہ مذکور، ص۷۵، تاریخ بغداد، ج۱۳، ص۳۴۶

۱۶- ایضاً ص۱۸

(۱۷) موفق بن احمد المکی (۴۸۴ھ-۵۶۸ھ)، مناقب الامام الاعظم ابی حنیفہ، ج۲، ص۱۳۶

(۱۸) مرعی بن یوسف الحنبلی المقدسی الکرمی (م۱۰۳۳ھ)، کتاب تنویر بصائرالمقلدین فی مناقب الأئمۃ المجتھدین، بیروت، دارابن حزم، ط۱، ۱۴۱۹ھ، ۱۹۹۸ء، ص۹۳

(۱۹) عبدالکریم زیدان، المدخل لدراسۃ الشریعۃ الاسلامیہ ص۱۵۸

(۲۰) پنجاب یونیورسٹی، اردو دائرہ معارف اسلامیہ، مقالہ فقہ، لاہور، ج۱۵، ط۱، ۱۹۷۵ء، ص۴۰۶

(۲۰الف) مرعی بن یوسف الحنبلی (م۱۰۳۳ھ)، کتاب تنویر بصائرالمقلدین، ص۹۳

(۲۱) محمد طاہر منصوری، عبدالحیٔ ابڑو، امام ابوحنیفہ (حیات، فکراور خدمات)، اسلام آباد، ادارہ تحقیقات اسلامی، ۲۰۰۲ء، ص۲۱۵

(۲۲) محمد طاہر منصوری، عبدالحیٔ ابڑو، امام ابوحنیفہ (حیات، فکراور خدمات)، ص۲۱۵

(۲۳) شبلی نعمانی، سیرۃ النعمان، کراچی، ادارہ علوم شرقیہ، س ن، ص۳۴۲

(۲۴) ڈاکٹر محمد حمیداللہ، امام ابوحنیفہؒ کی تدوین قانون اسلامی، کراچی، اردو اکیڈمی، سندھ، ۱۹۸۳ء، ص۴۷

(۲۵) محمد ابوزہرة، ابوحنیفہؒ حیاتہ وعصرہ، مصر، دار الفکر العربی، ۱۹۴۷ء، ص ۱۹۶
۲۶- اردو دائرہ معارف اسلامیہ، لاہور، پنجاب یونیورسٹی، ۱۹۷۵ء، ط-۱، ج ۱۵، ص ۴۰۷
۲۷- امام ابوحنیفہؒ (حیات، فکر اور خدمات)، اسلام آباد، ادارہ تحقیقات اسلامی، ص ۲۲۱
(۲۸) امام ابوزہرة، تاریخ المذاهب الاسلامیة، بیروت، دار الفکر العربی (س ن)، ص ۲۸۴
(۲۹) عبدالکریم زیدان، المدخل لدراسة الشریعة الاسلامیة، ص ۱۵۹
(۳۰) حسین بن علی الصمیری، (م ۴۳۶ھ)، اخبار ابی حنیفة واصحابہ، ص ۹۳
(۳۱) الشیخ محمد خضری بک، تاریخ التشریع الاسلامی، بیروت، دار الکتب العلمیہ (س ن)، ص ۱۵۶
(۳۲) الشیخ محمد خضری بک، تاریخ التشریع الاسلامی، بیروت، دار الکتب العلمیہ (س ن)، ص ۱۵۶
(۳۳) الکردری، مناقب أبی حنیفہ، ج ۲، ص ۱۲۵
۳۴- تاریخ بغداد، ج ۱۴، ص ۲۴۵
۳۵- ابوحنیفة، حیاتہ وعصرہ، ص ۱۹۸
۳۶- ابوحنیفة، حیاتہ وعصرہ، ص ۲۰۸
۳۷- الکردری، مناقب أبی حنیفہ، ج ۲، ص ۲۰۹
۳۸-
(۳۹) رد المحتار علی الدر المختار، ج ۱، ص ۵۰
(۴۰) المدخل لدراسة الشریعة الاسلامیة، ص ۱۶۱
(۴۱) المدخل لدراسة الشریعة الاسلامیة، ص ۱۶۱
(۴۲) ردّ المحتار علی الدر المختار: ج ۱، ص ۵۱
(۴۲ الف) تاریخ التشریع الاسلامی، ص ۱۵۶
(۴۳) الجواہر المضیئة، ج ۱، ص ۲۴۳
(۴۴) الفقہ الاسلامی وادلتہ، ج ۱، ص ۴۵
(۴۵) تاریخ التشریع الاسلامی، ص ۱۵۶
(۴۶) (i) الجواہر المضیئة، ج ۱، ص ۱۲۷، ۱۲۸
(۴۷) الجواہر المضیئة، ج ۱، ص ۱۷۶
(۴۸) مناقب ابی حنیفہ للموفق مکی، ج ۱، ص ۱۹۷
(۴۹) الجواہر المضیئة، ج ۱، ص ۴۲۶، تاریخ بغداد، ج ۱۴، ص ۱۴۰
(۵۰) الجواہر المضیئة، ج ۱، ص ۱۸۴، تاریخ بغداد، ج ۱۰، ص ۱۶۶
(۵۱) تاریخ بغداد، ج ۱۱، ص ۹۲، ۹۳
(۵۲) الجواہر المضیئة، ج ۱، ص ۳۹۷
(۵۳) اخبار ابی حنیفہ واصحابہ، ص ۱۵۳
(۵۴) الجواہر المضیئة، ج ۱، ص ۱۱۰، ۱۱۱
(۵۵) الجواہر المضیئة، ج ۱، ص ۲۶۳
۵۶- صبحی محمصانی، فلسفة التشریع الاسلامی (مترجم)، لاہور، مجلس ترقی ادب، ط-۵، جون ۱۹۸۵، ص ۵۲
۵۷- عبدالکریم زیدان، المدخل لدراسة الشریعة الاسلامیہ، ص ۱۶۲

۵۸- المدخل لدراسۃ الاسلامیۃ ،ص۱۶۲
۵۹- محمد خضریؒ، تاریخ التشریع الاسلامی ،ص۱۶۰
۶۰- (i) کتاب تنویر بصائر المقلدین ،ص۱۰۹
۶۱- کتاب تنویر بصائر المقلدین ،ص۱۱۰
۶۲- حوالۂ مذکورص۱۱۰
۶۳- الفقہ الاسلامی وادلتہ ،ج۱،ص۴۶
۶۴- کتاب تنویر بصائر المقلدین ،ص۱۱۰
۶۵- المدخل لدراسۃ الشریعۃ الاسلامیۃ :ص۱۶۵
۶۶- تاریخ ابن خلدون (المقدمۃ)،ج۱،ص۴۷۸
۶۷- الفقہ الاسلامی وادلتہ ،ج۱،ص۴۶
۶۸- الفقہ الاسلامی وادلتہ ،ج۱،ص۴۷
۶۹- تاریخ التشریع الاسلامی ،ص۱۶۳
۷۰- الفقہ الاسلامی وادلتہ ،ج۱،ص۴۷
۷۱- الفقہ الاسلامی وادلتہ ،ج۱،ص۴۷
۷۲- الفقہ الاسلامی وادلتہ ،ج۱،ص۴۷
۷۳- الفقہ الاسلامی وادلتہ ،ج۱،ص۴۷
۷۴- تاریخ التشریع الاسلامی ،ص۱۶۶
۷۵- تاریخ التشریع الاسلامی ،ص۱۶۴
۷۶- الفقہ الاسلامی وادلتہ ،ج۱،ص۴۸
۷۷- الفقہ الاسلامی وادلتہ ،ج۱،ص۴۸
۷۸- تاریخ التشریع الاسلامی ،ص۱۶۵
۷۹- تاریخ التشریع الاسلامی ،ص۱۶۵
۸۰- تاریخ التشریع الاسلامی ،ص۱۶۶
۸۱- الفقہ الاسلامی وادلتہ ،ج۱،ص۴۹
۸۲- تاریخ التشریع الاسلامی ،ص۱۶۱
۸۳- مالک، حیاتہ وعصرہ، الامام ابوزہرہ، بیروت، دارالفکر العربی، ۱۹۵۲ء، ص۱۶۹
۸۴- مالک، حیاتہ وعصرہ، الامام ابوزہرہ، بیروت، دارالفکر العربی، ۱۹۵۲ء، ص۱۷۵
۸۵- (الف)المدخل لدراسۃ الشریعۃ الاسلامیۃ ،ص۱۶۶
(ب)ابحاث حول اصول الفقہ الاسلامی ،ص۱۷۴
۸۶- تاریخ ابن خلدون (المقدمۃ)،ج۱،ص۴۸۱، ۴۸۲
۸۷- (الف) ابن عساکر (۵۷۱ھ) تاریخ مدینہ دمشق دراستہ وتحقیق :محب الدین ابی سعید عمر بن غرامۃ العمروی، بیروت، دارالفکر (۱۴۱۵ھ.....۱۹۹۵ء)۵۱/ ۲۷۵
(ب)ابوالفرج ابن الجوزی (م۵۹۷ھ)،صفوۃ الصفوۃ ،دارالجیل ،ط (۱۴۰۶ھ/۱۹۹۲ء(ج اص ۲۸۸
۸۸- ابن کثیر (م۷۷۴ھ)،البدایہ والنہایہ، بیروت مکتبہ المعارف ،۱۰: ۵۷

۸۹- ابوسعد السمعانی (م ۵۶۲ھ) الانساب، بیروت دار الکتب العلمیہ، ......ط (۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء)
۹۰- الذہبی (۷۴۸ھ) سیر اعلام النبلا، بیروت دار الفکر، ط-۱ (۱۴۱۷ھ/ ۱۹۹۷ء) ج ۸ ص ۳۸۰
۹۱- وھبۃ الزحیلی، الفقہ الاسلامی وادلتہ ۱/ ۴۹
۹۲- اس بارے میں مختلف روایات ہیں کہ کس نے آپ کی طرف توجہ حصول فقہ کیطرف مبذول کرائی، اس سلسلہ میں مختلف نام ذکر کیے گئے ہیں:
(۱) کاتب لعبداللہ الزبیری- (۲) مسلم بن خالد الزنجی- (۳) مصعب بن عبداللہ بن زبیر (الدکتور حمزہ النشرتی، الشیخ عبدالحفیظ الفرغلی، الامام الشافعی القاہرہ، المکتبۃ القیمۃ، ص ۴۳-۴۵)
۹۳- تاریخ بغداد ۲/ ۶۰
۹۴- الدکتور عبداللطیف الھمیم، مقدمۃ الرسالۃ للشافعی، بیروت، دار الکتب العلمیۃ، ط (۲۰۰۵ء، ص ۱۲
۹۵- المدخل لدراسۃ الشریعۃ الاسلامیہ، ص ۱۶۷-۱۰- الامام الشافعی، ص ۴۴
۹۶- الامام شافعیؒ، ص ۴۴
۹۷- الامام ابوزہرۃ، الشافعی، حیاتہ وعصرہ، دار الفکر الغربی، ۱۹۴۴ء، ص ۳۶- الفقہ الاسلامی وادلتہ ۱/ ۴۹
۹۸- المدخل لدراسۃ الشریعۃ الاسلامیہ، ص ۱۶۷-۱۵۸
۹۹- الشافعی حیاتہ وعصرہ: ۱۴۵
۱۰۰- الفقہ الاسلامی وادلتہ: ۱/ ۵۱
۱۰۱- المدخل لدراسۃ الشریعۃ الاسلامیہ، ص ۲۶۸
۱۰۲- مقدمۃ الرسالۃ للشافعی، ص ۲۹-۳۰
۱۰۳- فلسفہ التشریع الاسلامی (اردو) لاہور، مجلس ترقی ادب، ۵ جون ۱۹۸۵ء، ص ۶۳
۱۰۴- المدخل لدراسۃ الشریعۃ الاسلامیہ، ص ۱۶۹-۱۷۰
۱۰۵- مقدمۃ الرسالۃ للشافعی، ص ۲۷
۱۰۶- الشافعی: حیاتہ وعصرہ، ص ۱۴۹-۱۵۰
۱۰۷- الخضری بک، تاریخ التشریع الاسلامی، بیروت، دار الکتب العلمیۃ، ص ۱۷۱
۱۰۸- ایضاً ص: ۱۷۱، ۱۷۲، الشافعی: حیاتہ وعصرہ، ص ۱۵۰
۱۰۹- الشافعی: حیاتہ وعصرہ، ص ۱۵۱
۱۱۰- تاریخ التشریع الاسلامی: ص ۱۷۲
۱۱۱- الشافعی: حیاتہ وعصرہ، ص ۱۵۱- تاریخ التشریع الاسلامی: ص ۱۷۲
۱۱۲- الفقہ الاسلامی، وادلتہ ۱/ ۵۲
۱۱۳- تاریخ التشریع الاسلامی: ص ۱۷۳، الفقہ الاسلامیہ وادلتہ ۱/ ۵۱
۱۱۴- الشافعی: حیاتہ وعصرہ، ص ۱۵۲- الفقہ الاسلامیہ وادلتہ ۱/ ۵۱
۱۱۵- تاریخ التشریع الاسلامی: ص ۱۷۳-۱۷۴- الشافعی: حیاتہ وعصرہ، ص ۱۵۴-۱۵۳
۱۱۶- الفقہ الاسلامیہ وادلتہ ۱/ ۵۲- الشافعی: حیاتہ وعصرہ، ص ۱۵۱-۱۵۳
۱۱۷- الشافعی: حیاتہ وعصرہ، ص ۱۵۱
۱۱۸- المدخل لدراسۃ الشریعۃ الاسلامیہ، ص ۱۷۰- فلسفہ التشریع الاسلامی (مترجم) ص ۶۳
۱۱۹- تاریخ بغداد: ج ۵ ص ۱۸۰

۱۲۰۔ المدخل الدراسۃ الشریعۃ الاسلامیہ، ص ۱۷۰
۱۲۱۔ تاریخ التشریع الاسلامی: ص ۱۷۴
۱۲۲۔ تاریخ بغداد: ج ۵ ص ۱۸۱
۱۲۳۔ تاریخ بغداد: ج ۵ ص ۱۸۷
۱۲۴۔ تاریخ بغداد: ج ۵ ص ۱۸۱
۱۲۵۔ تاریخ بغداد کے مطابق آپ کے والد کا وصال تیس سال کی عمر میں امام احمد کی ولادت کے فوراً بعد ہوا (تاریخ بغداد: ج ۵ ص ۱۸۱)
۱۲۶۔ ابوزہرہ، حیات احمد بن حنبل (مترجم) فیصل آباد، ملک سنز، جنوری ۲۰۰۴ء، ص ۶۲
۱۲۷۔ کتاب تنویر بضائر المقلدین فی مناقب الائمۃ المجتہدین، ص ۱۸۳
۱۲۸۔ تاریخ المذاہب الاسلامیہ، ص ۵۲۳-۵۲۴
۱۲۹۔ الفقہ الاسلامی وادلتہ: ج ۱، ص ۵۳
۱۳۰۔ کتاب تنویر بضائر المقلدین فی مناقب الائمۃ المجتہدین، ص ۱۸۴
۱۳۱۔ تاریخ بغداد: ج ۵ ص ۱۸۴
۱۳۲۔ تاریخ بغداد: ج ۵ ص ۱۸۶
۱۳۳۔ تاریخ بغداد: ج ۵ ص ۱۸۳
۱۳۴۔ کتاب تنویر بضائر المقلدین فی مناقب الائمۃ المجتہدین، ص ۱۹۸
۱۳۵۔ امام شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان الذہبی (م ۷۴۸ھ) سیر اعلام النبلاء، بیروت، دالفکر، ط-۱ (۱۴۱۷ھ/۱۹۹۷ء) ج ۹ ص ۵۲۹
۱۳۶۔ ایضاً
۱۳۷۔ ایضاً
۱۳۸۔ تاریخ المذاہب الاسلامیہ، ص ۵۳۸
۱۳۹۔ الفقہ الاسلامی وادلتہ: ج ۱، ص ۵۴
۱۴۰۔ تاریخ المذاہب الاسلامیہ، ص ۵۳۸
۱۴۱۔ ایضاً - الفقہ الاسلامی وادلتہ: ج ۱، ص ۵۴
۱۴۲۔ تاریخ التشریع الاسلامی: ص ۱۷۵ - تاریخ المذاہب الاسلامیہ، ص ۵۳۸
۱۴۳۔ تاریخ المذاہب الاسلامیہ، ص ۵۳۸
۱۴۴۔ الفقہ الاسلامی وادلتہ: ج ۱، ص ۵۵
۱۴۵۔ سیر اعلام النبلاء، ج ۹، ص ۵۲۰
۱۴۶۔ المدخل لدراسۃ الشریعۃ الاسلامیہ، ص ۱۷۲
۱۴۷۔ الفقہ الاسلامی وادلتہ: ج ۱، ص ۵۵
۱۴۸۔ فلسفہ التشریع الاسلامی (مترجم) ص ۶۸
۱۴۹۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ (مقالہ فقہ) ج ۱۵، ص ۴۱۳